رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

خلافت لائبریری ربوہ

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مَہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسُبحانَ الّذی اخزی الاعادی

ایڈیٹر و پروپرائٹر
عاجز قاسم علی

۱۰ نور قادیان

فاروق

جلد اول ۱۸ - نومبر ۱۹۱۵ء - مطابق ۱۰ - محرم الحرام ۱۳۳۴ھ یوم پنجشنبہ از قادیان دارالامان نمبر ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱- اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی شخص اسکی ذات یا اسکی صفات یا اسکے اسماء یا اسکی عبادت میں اُسکا شریک ہے نہ شریک ہو سکتا ہے۔ ۲- ملائکہ کا وجود برحق ہے۔ ۳- خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیئے ہر ملک اور ہر قوم میں نبی مبعوث فرماتا رہا ہے اور ہم سب نبیوں کی صداقت کے قائل ہیں۔ جن نبیوں یا کتب کا قرآن کریم میں ذکر ہے اُنپر فرداً فرداً اور جن کا ذکر نہیں اُنپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں۔ ۴- ہماری کتاب قرآن کریم اور ہمارے نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں۔ ۵- الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہے اور ہمیشہ کھلا رہیگا۔ خدا تعالیٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہے اور کرتا رہیگا۔ ۶- ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں۔ ۷- بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں اور ہمارا یقین ہے کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں۔ اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے۔ ۸- ہمارا یقین ہے کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن کریم نے سورہ جمعہ میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ الخ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہے اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہے وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور آپکے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں۔ ۹- ہمارا یقین ہے کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاءؑ کے کمالات کے جامع ہیں۔ اور آپکے بعد کوئی شخص سوائے آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہا مومن بھی نہیں ہو سکتا پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ اس اُمت کی اصلاح کیلئے کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (نعوذ باللہ) اتنی طاقت نہیں کہ اپنی اُمت کی خود اصلاح کر سکیں اور دجالی فتنہ کو دُور کر سکیں؟ پس کیا ضرورت ہے جو دوسرے نبی کو مدد کیلئے بلایا جائے۔ لہٰذا ہمارا یہ یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اُمت میں سے آپکے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ پا سکتا ہے اور آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو کوئی نئی کتاب لائے یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو۔ نیا نہ پرانا۔ کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہے اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ فرمایا اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نَبِیُّ اللّٰہ کہکر یاد فرمایا ہے جسکے مطابق ہمارا ایمان ہے کہ اُمت محمدیہ میں سے ایک شخص (مسیح موعودؑ) نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجۂ نبوت حاصل کیا ہے۔ ۱۰- ہم معجزات انبیاءؑ کے قائل ہیں جن کا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنی جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کیلئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشان دکھاتا ہے جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں۔ ۱۱- مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ بے باپ پیدا ہوئے تھے۔ ۱۲- مسیح موعودؑ ہی مہدی معہود ہے۔ ۱۳- مثیل موسےٰ یعنی رسول کریمؐ موسیٰؑ سے افضل اور مثیل مسیحؑ یعنی مسیح موعودؑ مسیحؑ سے افضل ہے۔ ۱۴- مسیح موعودؑ کے انکار کا وہی نتیجہ ہے جو دوسرے انبیاءؑ کے انکار کا۔

ہدایات ۱- غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ۲- غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ ۳- غیر احمدی کو لڑکی کا رشتہ دینا بھی منع ہے۔ ۴- خلیفۂ وقت کی بیعت ضروری ہے ۵- ضروریات سلسلہ کیلئے حسب حیثیت چندہ دینا واجب ہے۔ ۶- سلسلہ کا مرکز مدینۃ المسیح قادیان ہے۔

الفاظ بیعت حضرت خلیفۂ ثانی

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ ۲- بار۔ مَیں آج محمودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہوں اور اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ بھی ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہونگا۔ شرک نہیں کرونگا۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسلام کے سب حکموں پر عمل کرنیکی کوشش کرتا رہوں گا۔ قرآن کریم اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے یا سُننے میں کوشاں رہوں گا۔ تبلیغ اسلام کو اعلیٰ فرض خیال کرونگا۔ جو نیک کام تم مجھے بتاؤ گے اُنمیں ہر طرح تمہارا فرمانبردار رہوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرونگا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۳- بار۔ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ۳- بار۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تو میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ بعد ازاں دُعا کرتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخت گاہ رسول

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ اس ہفتہ علیل رہے۔ آپ کو درد سر اور حرارت کی تکلیف رہی۔ اب خدا کے فضل سے آرام ہے۔ الحمد للہ ٭

خاندان رسالت

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مع دیگر صاحبزادگان و متعلقین کے بخیریت ہیں۔ اور صاحبزادہ میرزا البشیر احمد صاحب بی۔ اے لاہور سے مع الخیر واپس تشریف لے آئے ہیں ٭

خلافت اولیٰ

میں عزیز عبدالحی مرحوم کا صدمہ جان گزا واقع ہوا ہے۔ جس کے متعلق صفحہ ۱۱ پر مضمون درج ہے۔ خداوند تعالیٰ جمیع خاندان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین

نانا جان

حضرت میر صاحب قبلہ دو تین یوم سے درد قولنج سے علیل رہے۔ الحمد للہ کہ اب درد کو افاقہ ہے مگر ضعف اور خفیف سی حرارت ہے۔ خدا تعالیٰ صحت کامل بخشے۔ آمین

عمدۃ المفسرین

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی دختر کلاں بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرماویں۔ اور مولوی صاحب مع دیگر متعلقین بخیریت ہیں اور خدمات دینی انجام دے رہے ہیں ٭

وفات

چودھری غلام محمد صاحب بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس ہائی سکول کی اہلیہ تین چار یوم بعارضہ اسقاط حمل بیمار رہ کر جمعہ کو فوت ہو گئیں۔ چونکہ مرحومہ نے اپنی زندگی میں وصیت نہیں کی تھی۔ اس لئے بفتوی علمائے قادیان و حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مقبرہ بہشتی میں دفن نہیں کیگئیں وصیت کرنا نہایت ضروری ہے اس سے غفلت موجب حرمان ہے

آمد مہمانان

چودہری مہدی حسن صاحب ذیلدار سنور سے ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرت سر سے۔ میان محمد شریف صاحب پلیڈر۔ بابو غلام محمد صاحب۔ میان چراغ الدین صاحب۔ میان محمد سعید صاحب۔ مولوی عبدالعزیز صاحب بابو عبدالحمید صاحب آڈیٹر۔ میان محمد ابراہیم صاحب سوداگر چرم لاہور سے اور محمد فضل صاحب چنگہ بنگیال سے تشریف لائے ٭

ضرورت

انٹرنس پاس نوجوان احمدی جو انگریزی بول چال میں خوب مہارت رکھتا ہو نوشہرہ برانچ کے لئے ضرورت ہے تنخواہ ۲۵ روپے ماہوار کمیشن پانچ فیصدی۔ انگریزی مال کمیشن سے مستثنیٰ ہوگا۔ ایڈریس نظام سیالکوٹ

سلسلہ کی خبریں

۱۴ نومبر ڈیڑھ بجے کے قریب مولوی محمد علی صاحب۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر محمد حسین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب مع چند ایک ہمراہیوں کے قادیان آئے۔ کسی مصلحت یا حسن ظن کی بناء پر قادیان کے شمالی جانب سے داخل ہوئے۔ اور حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے کے پاس کھڑے کھڑے رسمی طور پر چند کلمات تعزیت کہے۔ حیرت ہوئی کہ عزیز مرحوم ۲۲ اکتوبر سے بیمار تھا۔ اخبار فاروق و الفضل میں برابر اسکی بیماری کی خبر چھپتی رہی ہے مگر اتنی توفیق ان لوگوں کو نہیں ہوئی کہ اپنے اخبار میں اس کی بیماری کا ذکر ہی کر دیں تاکہ شاید کسی مولانا مغفور کے فیض یافتہ کو دعا ہی کی تحریک ہو جائے۔ اور آج اسکے مرنے کے بعد سگے بن کر آئے ہیں ؎

مرنے کے بعد آئے ہو میرے مزار پر
پتھر پڑیں ہزار تمہارے پیار پر

اسوقت عموماً سب احمدی ہر دو مساجد میں جمع تھے۔ ظہر کی نماز کی جماعت تیار تھی۔ یہ لوگ اس گھر سے نکلے تو عام طور پر اطلاع ہوئی۔ توقع تھی کہ اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آئینگے جسمیں خدا کا مسیح نماز پڑھتا رہا اور جسکی نسبت خدا کی وحی ہے۔ مبارک مبارک کل امر مجعل فیہ مبارک۔ مگر حیرت ہوئی کہ یہ لوگ پاس سے گذر گئے اور مقبرہ بہشتی پہنچے یہ لوگ ہمپر اعتراض کرتے رہتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھتے حالانکہ ہمارے امام کا فتوے بیس دفعہ شائع ہو چکا ہے کہ غیر مبائع کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ہاں مستقل طور پر امام بنانا جائز نہیں۔ اب موقعہ تھا کہ یہ اپنی فراخ دلی اور وسعت قلبی دکھاتے۔ صرف ایک نماز پڑھ لینے سے کوئی مستقل امام تو نہیں بنجاتا تھا۔ اگر انکو کسی فتنہ کا خوف تھا تو جہاں اور مختلف کاموں کو انکے ہرکارے دوڑ گئے تھے وہاں ایک کو بھیجوا کر دیافت کرا کے حفظ امن کی ضمانتیں لے لیتے پھر ان سے بدسلوکی ہوتی تو ہمیشہ کے لئے آئندہ نظیر بن جاتی اور وہ سچے رہتے۔ بہرحال معلوم ہو گیا ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہماری نسبت کیا ہے یہ فی الواقعہ ہمیں ضال اور مشرک اور کفار سمجھتے ہیں انکے بہشتی مقبرہ پہنچنے پر جب حضرت اولو العزم کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے مولانا مولوی شیر علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ و سکرٹری تعلیم اسلام کو بھیجا۔ جنہوں نے جاکر نہایت ادب سے کہا کہ مجھے حضرت میاں صاحب نے بھیجا ہے کہ آپ کو مکان پر لاؤں اور کم از کم آپ چائے وغیرہ پی کر جائیں مولوی محمد علی صاحب نے اس دعوت کو نہایت حقارت و نفرت سے رد کیا اور ایسی باتیں کہیں جس سے طبیعت میں خواہ مخواہ اشتعال پیدا ہو مگر مولانا شیر علی صاحب نے بڑے ادب کے ساتھ کہا کہ میں بحث کیلئے نہیں آیا میں تو فرستادہ ہوں۔ پیغام پہنچانے اور آپکو لینے آیا ہوں مولوی محمد علی صاحب نے اس مضمون کا ذکر بھی کیا جو ۳۔ دسمبر کے الفضل میں چھپا ہے اور افسوس ہے کہ جس کا مطلب وہ نہیں سمجھے مگر خیر! اگر وہ فتوی غلط اور تنگ دلی پر مبنی تھا تو وہ خود اپنے عمل سے اپنی وسعت قلبی اور صلح خواہی کا ثبوت دیتے۔ حضرت اولو العزم لاہور تشریف لے گئے جب پیغام کے حامیوں میں سے بعض نے آپکے استقبال کے لئے سٹیشن پر جانا چاہا تو مولوی محمد علی صاحب نے تقریر کی کہ میں تو ایسا بے غیرت نہیں جو اس شخص کا استقبال کروں مطلب یہ تھا کہ تم میں سے جو بے غیرت ہو وہ جائے سب رک گئے پھر اتنا نہ ہو سکا کہ دعوت ہی رد دیتے بلکہ وہاں بھی حضور ہی کے مبایعین میں سے ایک بزرگ نے دعوت دی مگر مولوی محمد علی صاحب نے اسے بھی رد کر دیا پھر مولوی فضل الدین صاحب اور دوسرا اور دوست مولوی محمد علی صاحب کی کوٹھی پر گئے تو مولوی صاحب نے کچھ سخت سست کہا جس سے ہمارے دوستوں کو از حد رنج ہوا مگر صبر سے کام لیا پھر سید محمد حسین شاہ صاحب ایڈیٹر نے شیخ یعقوب علی صاحب کو اپنے مکان سے اٹھوا دیا اور کہا جاؤ یہ میرا مکان ہے، حالانکہ وہ شرائط طے کرنیوالوں کے ساتھ گئے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں اگر بولوں یا دخل دوں تو آپ مجھے اٹھا سکتے ہیں۔ غرض ایسے بیسیوں واقعات ہیں جن سے ان لوگوں کی وسعت قلبی کا ثبوت ملتا ہے، جس کا ہمیشہ سے انہیں ناز چلا آرہا ہے۔ اور جو دراصل غیر احمدیوں کے لئے مخصوص ہے پھر پیغام بلڈنگس کے پاس حضرت اولو العزم مع اپنے رفقاء کے گذرے تو خلیفہ رجب الدین اور ایک دو اور غیر مبایعین کھڑے تھے اور سلام تک کہنا گوارا نہ کیا یہاں بھی کسیکو سلام میں تقدیم کی بلکہ مبایعین میں سے بعض انکو ملے اپنا علم در آمد تو یہ ہے اور الزام ہمیشہ ہمپر دیتے ہیں کیا مقبرہ بہشتی میں کنوئیں کو ہاتھوں سے چلا کر پانی نکالکر تم بارہ تیرہ آدمیوں کو وضو کرانیوالے غیر مبائعین تھے؟ کیا وہ مبائع نہیں جنہوں نے تمہاری نماز کے لئے تمام انتظام کیا پھر کیا ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب مبائع نہیں جو تم کو اپنے گھر تک لائے پھر کیا مولوی قطب الدین صاحب غیر مبائع ہیں جنہوں نے آپ سے دوبارہ کہا کہ جب وہ دعوت کرتے ہیں تو آپ چلئے۔ فتوی کے جو معنے آپ سمجھے ہیں اسکی تردید تو وہ اپنے فعل سے کر رہے ہیں باقی شکوہ شکایت تو زبانی طے ہو جائیگا یوں تو مولوی صاحب کو مفسر قرآن ہونے کا دعوی ہے اور آتا معلوم نہیں کہ موا کلت موانست محالست کس باب سے ہے

...اور دوران مجلس میں ایک طرف آنکھ ہے۔ لا یکلم الیوم انسان ربہ کا مفہوم اور دوسری طرف یہ کہ ان دونوں جماعت کو بھی ضائع کر دیتے ہیں عناد دیکھنا ہو تو یہ دیکھئے کہ ہمیں کافر اور دشمن دین سے بھی زیادہ بدتر سمجھتے ہیں اور ملاقات کے وقت ہاتھ ملانا بھی جائز نہیں رکھتے ہیں ایسے لوگوں سے ہمدردی اور ہمدردی کی امید رکھنا ہی فضول ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۸ ۔ نومبر ۱۹۱۵ء

مولوی محمد علی صاحب کی اس تحدی کا جواب کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے

کوئی رسول خطۂ عرب میں مبعوث نہیں ہوا

اور نہ بعد میں ہو سکتا ہے!

مولوی محمد علی صاحب اور انکی پارٹی کا اہم مقصد آجکل حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت و رسالت کی تردید ہے۔ انکی تحریرین اور تقریرین رسالے اور اخبار سب اسبات میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان لوگوں کو بات کرنے کا جہاں کوئی موقعہ ملتا ہے۔ سب سے پہلے وہ آپ کی نبوت ہی کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ انکی پارٹی کے سب سے بڑے ممبر خواجہ کمال الدین صاحب نے پچھلے دنوں سیالکوٹ کے ایک بھرے مجمع میں حضرت احمد قادیانی کے احمد ہونے کی تردید میں علی الاعلان بیان کیا کہ مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق کی علامت اللہ تعالیٰ نے فلما جاءھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین بیان فرمائی ہے۔ لیکن مرزا صاحب کو کسی نے ساحر نہیں کہا اسلئے مرزا صاحب اس آیت کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ اسپر جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک اشتہار کے ذریعہ خواجہ صاحب اور عام پبلک پر ظاہر کیا کہ احمد قادیانی کو ساحر کہا گیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں خدا کا کلام اور حکم عدل کی تصنیفات اور احمدی اور غیر احمدی دونو قسم کا لٹریچر دکھایا تو خواجہ صاحب ایسے دم بخود ہوئے کہ آج تک ھل تحس منھم من احدٍ او تسمع لھم رکزا کا نقشہ محو ہونے میں نہیں آتا۔ خواجہ صاحب کی اس خاموشی سے ہمنے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ آئندہ کم سے کم کچھ عرصہ کے لئے پھر کبھی ان کی یا انکی پارٹی کی طرف سے کوئی بے جا تحدی یا بے بنیاد دعوے حضرۃ اقدس کی نبوت کی تردید میں نکیا جاویگا۔ مگر ۲ ۔ نومبر ۱۹۱۵ء کے اخبار پیغام صلح نے ہماری اس رائے کو غلط ثابت کیا کیونکہ اور تو اور خود پارٹی کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب نے عیسیٰ نبی اللہ کی نبوت کی تردید میں ایک عجیب بے بنیاد تقریر کی جو خواجہ صاحب کے ساحر اللطیفہ سے بھی ایک نمبر بڑھی ہوئی ہے۔ اور وہ تقریر بھی معمولی تقریر نہیں بلکہ درس قرآن میں سورۂ یوسف کے پہلے رکوع کی تفسیر کرتے ہوئے فرمائی ہے ہمیں اس تقریر کی تردید یا مولوی صاحب کے علمی استدلالات پر جرح کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ اگر وہ تقریر ایک سچے نبی کی نبوت کے انکار کی تردید میں نہ ہوتی۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ مولوی صاحب کے علمی استدلال کو پبلک میں لائیں سو ذیل میں ہم اول مولوی صاحب کی اصل تقریر پیغام صلح کے الفاظ میں نقل کر کے پھر قرآن و حدیث سے ہی اس کی تردید کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

مولوی صاحب فرماتے ہیں :۔

"انا انزلناہ قرآناً عربیاً کے یہ معنے ہیں کہ ہمنے قرآن کریم کو اس زبان میں اتارا جسمیں اس سے پہلے کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی جسطرح سے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل ہونے میں ایک خصوصیت اور برتری حاصل ہے۔ اسطرح سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی عرب میں مبعوث ہونے میں ایک فضیلت اور خصوصیت حاصل ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا لتنذر قوماً ما انذر اٰباؤھم تاکہ تو ڈرائے ان لوگوں کو جنکے آباء و اجداد کو نہیں ڈرایا گیا۔ اس سے پیشتر درحقیقت عرب کے کناروں کی طرف رسول ضرور آئے۔ لیکن عرب کے خطہ کے اندر کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا نہ ہی کوئی کتاب۔ عرب کے خطہ کے اندر آئی تو یہ ایک ہی کتاب ہے جو عربی میں نازل ہوئی۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک ہی رسول ہے جو عرب کے خطہ کے اندر مبعوث ہوئے۔ یہ کیوں؟ اسلئے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے بطور ایک نشان کے ہو تو جب سارے عرب کے اندر صرف ایک ہی فرد رسول آیا اور اسکی یہ خصوصیت ہے کہ اس سے پیشتر کوئی رسول خطہ عرب کے اندر مبعوث نہیں ہوا تو پھر سمجھ نہیں آتا کہ بعد میں یہ خصوصیت کیسے ٹوٹ سکتی ہے۔ کیا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ پہلے تو کوئی رسول اس لئے مبعوث نکیا جاوے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک خصوصیت قایم رہے اور بعد میں کسی اور کو بھیجکر اس خصوصیت کو خود ہی توڑ دے۔ آخر بنی اسمٰعیل کو کیوں اسقدر عرصہ اور پشتہا پشت تک سلسلہ رسالت و نبوت سے محروم رکھا۔ اسلئے کہ ایک ہی رسول آنا تھا۔ پھر اگر یہ مانا جاوے کہ آپکے بعد کوئی اور نبی آگیا تو بتاؤ وہ خصوصیت کیوں ٹوٹ گئی"

(دیکھو اخبار پیغام صلح مورخہ ۲ ۔ نومبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۵ کالم ۲)

ناظرین! یہ ہے مولوی صاحب کی تقریر بے نظیر۔ اس میں مولوی صاحب چار دعوے کرتے ہیں۔ جو چاروں کے چاروں غلط اور قرآن و حدیث اور عقل صحیح کے بالکل خلاف ہیں۔ میں ترتیب سے ایک ایک دعوے لیکر اس کی تردید کرتا ہوں :۔

دعوی اوّل ۔ عرب کے خطہ کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا ؛

جواب اوّل ۔ مولوی صاحب کا یہ دعوے قرآن مجید کی نصوص صریحہ کے خلاف ہے کیونکہ قرآن مجید صاف لفظوں میں فرماتا ہے۔ ولقد کذّب اصحاب الحجر المرسلین یعنے حجر کے رہنے والوں نے رسولوں کی تکذیب کی۔ اور حجر جیسا کہ ملک عرب کے نقشہ سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں خطۂ عرب میں داخل ہے۔ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خطہ عرب میں کوئی ایک رسول بھی مبعوث نہیں ہوا مگر خدا کا کلام فرماتا ہے کہ ایک چھوڑ کئی رسول عرب میں مبعوث ہوئے! اور انکی قوموں نے انکی تکذیب کی جس کی سزا میں وہ قومیں تباہ و برباد ہو گئیں۔ اب میں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ حجر خطۂ عرب میں داخل ہے ذیل میں تین مختلف دلیلیں لکھتا ہوں :۔

دلیل اوّل ۔ تقویم البلدان میں (جو عربی میں علم جغرافیہ کی معتبر ترین کتاب ہے۔ اور جسے حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے نور الدین میں ایجوج ماجوج پر بحث کرتے ہوئے بطور سند پیش کیا تھا) اس کا مصنف اسکے علاقوں کا نقشہ دیتا ہے ہم اس نقشہ کا وہ حصہ جو حجر کے بارے میں ہے پیش کرتے ہیں :۔ دیکھو تقویم البلدان صفحہ ۸۸

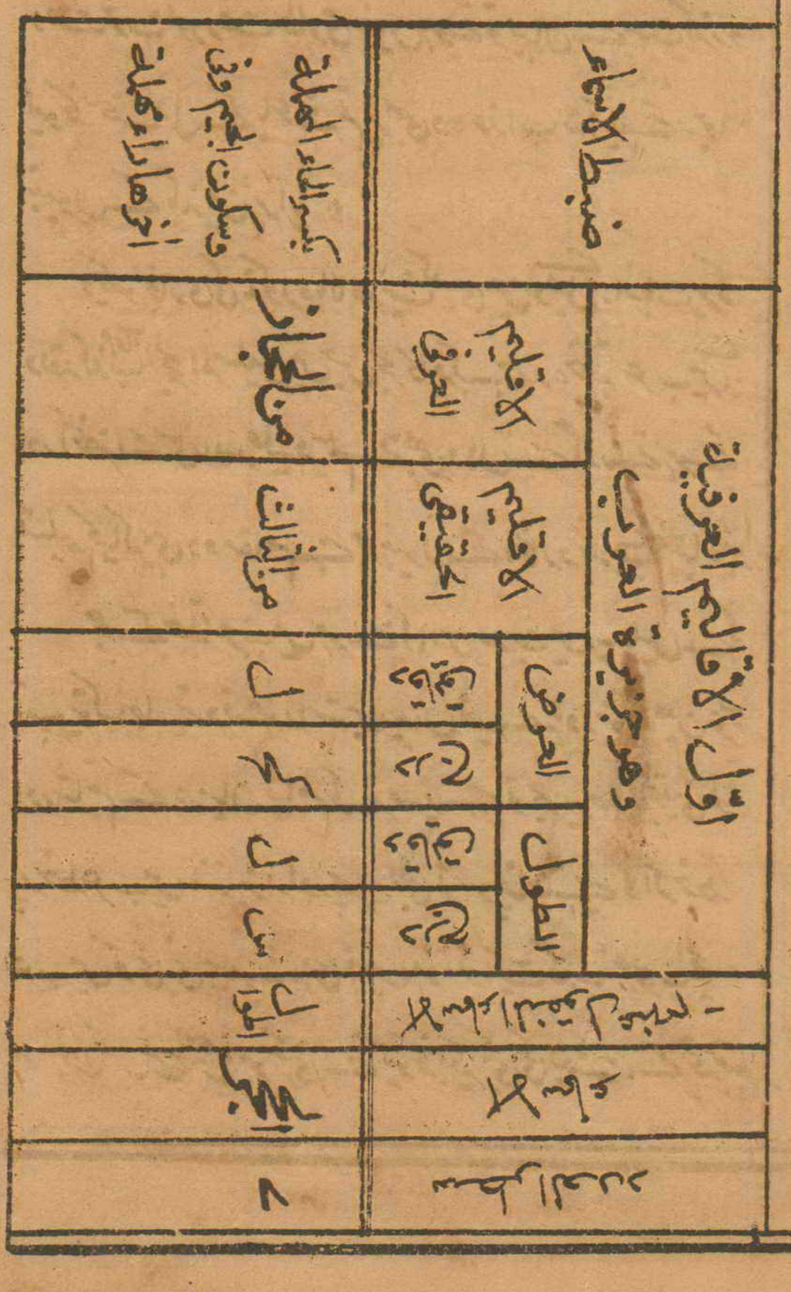

دیکھو اس نقشہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حجر خطہ عرب بلکہ خاص علاقہ حجاز میں داخل ہے اور حجاز وہ علاقہ ہے۔ جس میں کہ و مدینہ شامل ہیں۔ میں حیران ہوں کہ مولوی صاحب نے کسطرح تحدی سے یہ دعوے کیا کہ عرب میں کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا حالانکہ و لقد کذب اصحاب الحجر المرسلین کی آیت صریح ارشاد فرماتی ہے کہ بہت سے رسول حجر میں آئے۔ اور عرب کا جغرافیہ بتاتا ہے کہ حجر عرب بلکہ خاص حجاز میں داخل ہے ؛

دلیل دوم۔ اب جبکہ معتبر ترین جغرافیہ سے ثابت ہو گیا کہ حجر عرب میں داخل ہے تو کسی اور دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں مگر اتمام حجت کے لئے میں بخاری سے ثابت کرتا ہوں کہ حجر عرب میں شامل ہے۔ اور حجر وہ مقام ہے جو نبیوں کے انکار سے تباہ ہوا۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتوک جاتے وقت حجر کے پاس سے گذرتے ہوئے گئے تھے۔ چنانچہ دیکھو بخاری جلد ثالث کتاب التفسیر صہ ۹۹ مطبوعہ مصر۔ باب قول ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین ؛

حدثنا ابراھیم المنذر حدثنا معن قال حدثنی مالك عن عبد اللہ بن دینار عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحاب الحجر لا تدخلوا علی ھؤلاء القوم الا ان تکونوا باکین فان لم تکونوا باکین فلا تدخلوا علیھم ان یصیبکم مثل ما اصابھم (یعنی) حجر نامی وہ مقام جس کے متعلق ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین آیا ہے۔ اسجگہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تو آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ یہاں سے روتے ہوئے گذرو۔ اور اگر تم کو گذرتے وقت خوف اور رقت طاری نہیں ہوتے تو یہاں سے مت گذرو کیونکہ سخت دلی کے باعث تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے۔ جو ان نبیوں کے مکذبین پر آیا ؛

دیکھو بخاری کی مذکورہ بالا حدیث کیسی بین دلیل ہے۔ اسبات پر کہ ولقد کذب اصحاب الحجر المرسلین میں جس حجر کا ذکر ہے وہ خطہ عرب میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہاں سے گذرتے ہوئے تسلیم کیا کہ یہی وہ مقام ہے جو نبیوں کے انکار و تکذیب سے تباہ ہوا حجر کے خطہ عرب میں ہونے کی اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ آپ بتوک جاتے وقت راستہ میں یہاں ٹھیرے۔ اور بتوک عین عرب اور شام کے درمیان شام کی سرحد پر ہے تو حجر بہر حال یقینی طور پر خطہ عرب میں ماننا پڑا۔ اور پھر یہ بھی تو سوچنا چاہیئے کہ اگر خطہ عرب میں کوئی نبی مبعوث ہی نہیں ہوا تو آیت کذب اصحاب الحجر المرسلین کس طرح صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ بغیر نبی کی بعثت کے تکذیب ہو ہی نہیں سکتی ؛

دلیل سوم۔ ایک حوالہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کا پیش کرتا ہوں۔ حضرت مولوی صاحب سورۂ حجر کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"حدیدہ۔ حضرموت۔ حجاز۔ تہامہ کے علاقوں کو حجر کہتے ہیں۔ وہاں کی قوم ثمود میں صالح نبی آئے۔" (ملاحظہ ہوں درس۔ کے نوٹ صہ ۱۴۱ مطبوعہ بدر)

دیکھو اس حوالہ میں حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ حجر عرب کے ایک علاقہ کا نام ہے جسمیں حجاز (جہاں مکہ اور مدینہ ہیں) بھی شامل ہے اور پھر فرماتے ہیں کہ عرب کے اس علاقہ میں خدا کا نبی مبعوث ہوا حضرت مولویصاحب کے اس قول اور تقویم البلدان کے حوالہ میں کوئی تناقض نہیں کیونکہ تقویم البلدان نے حجر علاقہ کے دارالخلافہ کا جس کا نام بھی حجر تھا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت مولوی صاحب نے تمام علاقہ کا بیان کیا ہے جسطرح ہندوستان کے صوبہ بمبئی کا نام بھی بمبئی ہے۔ اور اسکے دارالخلافہ کا نام بھی بمبئی۔ اور مدراس سارے صوبہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور خاص دارالسلطنت کا نام بھی مدراس ہی ہے۔ اسیطرح حجر عرب کے ایک علاقہ کا نام ہے جسمیں حجاز بھی شامل ہے اور اس کے دارالخلافہ کا نام بھی حجر ہے جسکے پاس سے بتوک جاتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذرے تھے۔ اب میں ان تین دلیلوں پر اکتفاء کرتا ہوں۔ کیونکہ تقویم البلدان بخاری اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی سند کے بعد مجھے امید نہیں کہ مولویصاحب کی شرافت کسی ضد اور اصرار پر آمادہ ہو ؛

جواب دوم۔ اصحاب الحجر والی آیت کے بعد مزید وضاحت کے لئے میں مولوی صاحب کے سامنے قرآن مجید کی دو آیتیں پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورہ اعراف میں فرماتا ہے۔ والی ثمود اخاھم صالحاً۔ اور اسی سورۃ میں فرماتا ہے۔ والی عاد اخاھم ھوداً ان دو آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم عاد اور ثمود میں خدا کے نبی آئے۔ اور یہی دو آیتیں ثبوت ہیں اسبات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خطہ عرب میں نبیوں کی بعثت ہوتی رہی کیونکہ قوم عاد اور قوم ثمود عرب کی قومیں ہیں بلکہ اصل عرب یہی ہیں کیونکہ بنو اسمٰعیل تو باہر سے آکر عرب میں بسے تھے۔ لیکن قوم عاد اور قوم ثمود اصل عرب ہیں۔ اسی لئے مورخین کی اصطلاح میں بنو اسمٰعیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کو عرب مستعربہ کہتے ہیں۔ اور قدیمی اصلی عربی باشندوں کو عرب العاربۃ کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ اب اسبات کا ثبوت کہ قوم عاد اور قوم ثمود عرب کی قومیں بلکہ اصلی عرب قومیں تھیں ذیل میں لکھتا ہوں :-

ثبوت اوّل۔ تاریخ طبری جلد اوّل صہ ۲۳۱ میں لکھا ہے۔ فاھلکھم اللہ ھاذان الحیان من ارم بن سام بن نوح احدھما عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح وھی عاد الاولی والثانی ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح وھم کانوا العرب العاربۃ (ترجمہ) یعنے اللہ تعالیٰ نے دو قوموں کو ہلاک کیا عاد اولی اور ثمود کو اور یہ دونو قومیں خالص اور اصل عرب تھیں۔ اب دیکھو قرآن فرماتا ہے کہ عاد اور ثمود میں نبی آئے۔ اور تاریخ کہتی ہے کہ یہ دونو قومیں عرب بلکہ عرب العاربۃ یعنے اصل عرب تھیں تو پھر جناب مولوی صاحب کسطرح کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خطہ عرب میں کوئی نبی نہیں آیا ؛

ثبوت دوم۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حین اتی قریۃ ثمود لاصحابہ لا یدخلن احد منکم القریۃ ولا تشربوا من مائھم۔

(دیکھو طبری جلد اوّل صہ ۲۵۰)

یعنی رسول کریم ایک دفعہ ثمود قوم کی تباہ شدہ بستی کے پاس اترے مگر صحابہ کو منع کر دیا کہ شہر کے اندر کوئی نہ جاوے۔ اور نہ وہاں کا پانی استعمال کریں سو دیکھو کہ اس حدیث سے بھی قوم ثمود کا عرب کے ملک میں رہنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ بستی بہر حال خطہ عرب کے اندر ماننی پڑے گی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتوک جاتے وقت یہاں ٹھہرے تھے۔ اور جب بتوک جو آپکے سفر کا انتہائی مقام ہے شام کی سرحد پر عرب کے ساتھ ملحق ہے تو لامحالہ یہ قریہ ثمود خطہ عرب کے اندر تسلیم کرنا پڑا ؛

ثبوت سوم۔ ایک روایت میں لکھا ہے۔ عن ابن جریج قال حدثت انہ لما اخذتھم الصیحۃ اھلک اللہ من بین المشارق والمغارب منھم الا رجلا واحداً کان فی حرم اللہ فمنعہ حرم اللہ من عذاب اللہ قیل ومن ھو یا رسول اللہ قال ابو رغال۔

(دیکھو طبری جلد اول صہ ۲۵۰)

(ترجمہ) ابن جریج کہتا ہے کہ مجھ تک روایت پہنچی ہے کہ جب قوم ثمود کو صیحہ سے پکڑا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے تمام افراد کو ہلاک کر دیا مگر ایک شخص بچ گیا کیونکہ وہ حرم میں داخل تھا اسلئے اللہ کے حرم نے اسے اللہ کے عذاب سے بچا لیا۔ اسپر صحابہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس شخص کا کیا نام تھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام ابو رغال تھا۔ اب غور کرو کہ ابو رغال کس زبان کا لفظ ہے۔ کیا عربی کے سوا بھی کسی اور زبان کا یہ مرکب لفظ ہو سکتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ ابو رغال عربی کا لفظ ہے کیونکہ اول تو ابو اور رغال دونو لفظ عربی ہیں پھر انکی ترکیب اور ابو کا مرفوع ہونا اور رغال کا مجرور ہونا یہ سب باتیں دلالت کرتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں کہ ابورغال ایسے شخص کا نام ہو سکتا ہے جو عرب کا رہنے والا ہو۔ چنانچہ صراح جو عربی لغت کی ایک مستند کتاب ہے۔ اس میں ابورغال کا لفظ موجود ہے اس کے آگے لکھا ہے کہ یہ نام مردوں کا ہوتا ہے (دیکھو صراح باب لام فصل راء)

پھر مذکورہ بالا حدیث میں جو لفظ حرم اللہ کا آیا ہے وہ بھی ہمارے دعوی کی تائید میں ہے۔ کیونکہ حرم اللہ کا لفظ خانہ کعبہ کا مترادف ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ قوم ثمود عرب میں تھی تبھی تو ابورغال عذاب کے وقت خانہ کعبہ میں ہونے کی وجہ سے عذاب الٰہی سے بچ گیا ؛

جواب سوم - اللہ تعالیٰ سورہ مریم میں فرماتا ہے۔ واذکر فی الکتاب اسمٰعیل انہ کان صادق الوعد وکان رسولاً نبیاً ہ یعنے حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ ادھر حضرت ابراہیم کہتے ہیں۔ ربّ انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ یعنے اے میرے خدا۔ میں اپنا بیٹا اسمٰعیل مکہ میں بسنے کے لئے لایا ہوں۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل عرب کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ ربّ انی اسکنت من ذریتی کے مطابق وہ رہتے تو عین مکہ میں ہیں اور مبعوث ہوں عرب سے باہر کے لوگوں کے لئے جہاں کبھی جانے کا بھی اتفاق نہ ہوا ہو۔ اور پھر فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم سے بھی پتہ لگتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل عرب سے باہر نہیں جاتے تھے۔ پھر بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت اسمٰعیل نے مکہ ہی میں شادی کی۔ اور وہیں ساری عمر رہے۔ اور سال بسال حضرت ابراہیم انہیں ملنے آیا کرتے تھے۔ پھر نبی اسمٰعیل کا عرب میں رہنا بھی دلالت کرتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل ساری عمر عرب ہی میں رہے۔ غرض حضرت اسمٰعیل کو قرآن کا نبی کہنا اور پھر حضرت اسمٰعیل کا عرب کی طرف شیر خواری کی حالت میں اپنی والدہ کی گود میں ہجرت کرنا اور اسکنت من ذریتی .. .. کے مطابق مکہ ہی میں سکونت اختیار کرنا اور فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم کے مطابق مکہ ہی میں ان کا دارالخلافہ قرار پانا اور پھر ان کے بارہ بیٹوں کی نسل کا عرب ہی میں رہنا ایک بڑا ثبوت ہیں اس بات کا کہ حضرت اسمٰعیل عرب ہی میں مبعوث ہوئے تھے ورنہ عجیب مضحکہ خیز بات ہوگی کہ حضرت اسمٰعیل عرب بلکہ اس میں بھی صرف مکہ میں رہتے ہوں۔ اور وہیں انکی مستقل بود و باش ہو۔ اور وہیں ساری عمر بسر کریں۔ لیکن ملک عرب میں وہ مبعوث نہ ہوں بلکہ باہر کسی اور ملک میں جہاں کبھی جانے کا بھی اتفاق نہ ہوا ہو۔

ثبوت دوم۔ قرآن مجید کے ثبوت کے بعد ہم تاریخ سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل عرب میں مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ طبری جلد اول صہ ۳۵۲ پر لکھا ہے کہ نشر اللہ العرب ونبأ اللہ عزوجل اسمٰعیل فبعث اللہ الی العمالیق فیما قیل و قبائل الیمن (ترجمہ) یعنے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو عمالیق اور یمن کے قبیلوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ اب دیکھو تاریخ طبری صریح لفظوں میں کہہ رہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل عرب کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ کیونکہ یمن کے قبائل تو صاف ظاہر ہے کہ عرب ہیں اسلئے کہ یمن عرب کا علاقہ ہے۔ اور اگر عمالیق کی تحقیق چاہو تو سنو جرجی زیدان کا سا شہرہ آفاق مصنف اپنی کتاب العرب قبل الاسلام کے صفحہ ۳۸ پر لکھتا ہے۔ یرید المورخون بالعمالقۃ قدماء العرب وخصوصاً اھل شمالی الحجاز۔ یعنی مورخین کی اصطلاح اور تاریخ کی کتابوں میں عمالقہ سے مراد عرب کے قدیمی عرب خصوصاً علاقہ حجاز (جسمیں مکہ اور مدینہ بھی ہیں) کے شمالی حصہ میں رہنے والے ہیں اس سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت اسمٰعیل عرب کے اصل باشندوں اور حجاز اور یمن کے رہنے والوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ غرض تاریخ سے ہمنے ثابت کر دیا کہ حضرت اسمٰعیل خطہ عرب ہی کی طرف مبعوث ہو کر آئے تھے لیکن اگر تاریخ کھلے لفظوں میں ذکر نہ بھی کرتی تب بھی ہر عقلمند یہی سمجھتا کہ آپ کی بعثت عرب ہی میں ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ ایک شخص مکہ میں ہجرت کر کے آتا ہے اور ساری عمر عرب ہی میں بسر کرتا ہے۔ اور باہر کہیں بھی نہیں جاتا۔ اور وفات پاکر وہیں مدفون ہوتا ہے۔ لیکن بعثت اگر ہوتی ہے تو عرب سے باہر۔ میں مولوی صاحب ہی سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے نزدیک اگر حضرت اسمٰعیل نبی تھے تو مکہ میں رہ کر عرب کے سوا وہ کس ملک والوں کیطرف مبعوث ہوئے تھے۔ جو جواب ہو قرآن حدیث یا کسی صحیح تاریخ پر مبنی ہو۔ مذکورہ بالا عبارت میں ہمنے حضرت اسمٰعیل کے عرب میں وفات پاکر مدفون ہونے کا ذکر کیا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ طبری جلد اول صہ ۳۵۲ پر لکھا ہے :- ودفن فی الحجر عند قبامہ حاجر۔ یہاں پر مولوی صاحب شاید کہدیں کہ حضرت اسمٰعیل گو عرب کی طرف مبعوث ہوئے تھے لیکن وہ دہنے والے عرب کے نہ تھے۔ بلکہ ملک شام سے آکر وہاں رہے تھے تو میں کہوں گا کہ مولوی صاحب آپکی تحدی تو پھر بھی ٹوٹ گئی کیونکہ آپ نے درس میں یہ نہیں فرمایا تھا کہ عرب کا کوئی باشندہ عرب میں مبعوث نہیں ہوا بلکہ آپ کا تو یہ دعوے تھا کہ عرب کی طرف کوئی نبی مبعوث ہی نہیں ہوا۔ تبھی تو آپ حضرت اقدسؐ کی نبوت کی نفی کرتے تھے۔ ورنہ اگر آپکی تحدی کا یہ مطلب تھا کہ عرب کا باشندہ کوئی نبی نہیں ہوا تو اس سے مرزا صاحب کی نبوت تو باطل نہیں ہو سکتی کیونکہ مرزا صاحب بھی عرب کے باشندہ نہیں بلکہ ہندی ہو کر اور ہند میں رہ کر عرب کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ غرض حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر تو آپ کا تبھی ہاتھ پڑ سکتا ہے کہ جب آپ دعوے کریں کہ عرب کی طرف کوئی نبی بھی مبعوث نہیں ہوا۔ خواہ وہ عرب کا باشندہ ہو یا باہر کا۔ اور جب آپ یہ دعوی کرینگے تو میں حضرت اسمٰعیل کو پیش کرونگا۔ غرض آپکے لئے دو ہی راستہ ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے لوگوں کی طرف عرب کا باشندہ یا باہر کا کوئی بھی مبعوث نہیں ہوا تو میں ہود۔ صالح۔ اسمٰعیل اور اصحاب حجر کے نبیوں کو پیش کرونگا۔ اور اگر آپ فرماویں کہ میں مطلقاً بعثت نبی کا منکر نہیں بلکہ میرا دعوے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت ہے کہ آپکے سوا کوئی عرب کا باشندہ عرب کی طرف مبعوث نہیں ہوا تو اسکے دو جواب دونگا۔ ایک تو یہ کہ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت حضرت اقدس کی نبوۃ کی مانع نہ رہی۔ کیونکہ حضرت اقدس عرب کے باشندہ ہو کر عرب کی طرف نہیں بھیجے گئے ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ مولوی صاحب آپکا یہ دعوے بھی غلط ہے۔ کیونکہ ہود اور صالح دونو عرب کے رہنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عرب مستعربہ نہیں بلکہ عرب العاربۃ ہو کر پھر عرب کی طرف مبعوث کئے گئے تھے ؛

جواب چہارم - مینے پہلے تین جوابوں میں عرب کے ان نبیوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کا نام تصریح سے قرآن مجید میں آیا ہے۔ اب عرب کے اس نبی کا ذکر کرتا ہوں۔ جس کا نام حدیث شریف میں وارد ہے اور وہ نبی خالد بن سنان ہیں یہ نبی عرب میں گذرے ہیں۔ چنانچہ کنز العمال میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ خالد بن سنان کی نسل میں سے ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپنے فرمایا مرحبا یا بنت نبی ضیعتہ قومہ۔ یعنے آیئے تشریف لایئے۔ آپ ایک نبی کی بیٹی ہیں جسکی قدر اسکی قوم نے نہ پہچانی۔ اسی طرح بلوغ الارب فی احوال العرب میں لکھا ہے۔ خالد بن سنان کان ایضاً من انبیاء العرب کما ورد فی الحدیث فی شانہ۔ یعنی خالد بن سنان بھی عرب کے نبیوں میں سے ایک نبی تھے۔ جیسا کہ انکے نبی ہونے کا رسولؐ کی حدیث میں ذکر ہے۔ دیکھو بلوغ الارب کے اس قول سے تین باتیں ثابت ہوئیں ؛

۱- خالد بن سنان عرب کیطرف مبعوث ہو کر رسول ہوئے ؛

۲- رسول کریم نے خالد بن سنان کو نبی تسلیم کیا اور اس کی تصدیق کی ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳- عرب میں کئی نبی مبعوث ہوئے تھے جنہیں سے ایک خالد بن سنان بھی تھا ؛

اسی طرح بلوغ الارب میں عرب کے نبیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے وخمسة من العرب هود و صالح و اسمعیل و شعیب و محمد صلوٰة الله تعالیٰ علیهم اجمعین (دیکھو بلوغ الارب جلد اول صفحہ ۱۸)

یعنی ہود صالح۔ اسمٰعیل۔ شعیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ پانچوں عرب کے نبی ہیں پھر اگر خالد بن سنان کے متعلق تحقیق کرنا چاہتے ہو تو تمام تفسیروں میں اصحاب الرس کے ماتحت یا بعض اور موقعوں پر نظر ڈالکر دیکھو۔ سب میں خالد بن سنان کے نبی ہونے کا ذکر ہے جیسے روح المعانی وغیرہ وغیرہ ؛

دعوے دوم - عرب میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا۔ اور آپ کے سوا کسی اور نبی کا وہاں مبعوث نہ ہونا اس لئے مقدر تھا کہ اللہ کی توحید پر ایک نشان ہو یعنے جسطرح اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ اسی طرح عرب میں بھی ایک ہی نبی آیا ؛

جواب - مولوی صاحب بے ادبی معاف۔ میں ایک عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ براہ مہربانی توحید الٰہی کی اس زبردست دلیل سے آپ یورپ والوں کو تو محروم ہی رکھیں! در قرآن کریم کی انگریزی تفسیر میں اس کا ذکر تک نخرین کیونکہ ابھی یہ نئی دلیل مسلمانوں کو ہضم ہوئے تب کہیں جاکر باہر بھیجی جاوے۔ میں حیران ہوں کہ آپ کے منہ سے ایسی بے سروپا بات کسطرح نکلی۔ کہیں ناقل اور مقتبس کی تو غلطی نہیں کہ آپنے کہا کچھ اور اور لکھدیا اس نے کچھ اور۔ اگر ایسا ہوا ہے تو براہ مہربانی جلد مطلع فرماویں۔ لیکن اگر آپنے واقعہ میں وہی فرمایا ہے جو اخبار میں شایع ہوا ہے تو سُنئے کہ اسطرح ایک عیسائی آپ کو کہہ سکتا ہے کہ مولوی صاحب بقول آپ کے عرب میں صرف ایک نبی کا آنا اگر خدا کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ اور اسپر نشان ہے۔ تو میرے نزدیک ارض مقدس میں متعدد نبیوں کا آنا اور متعدد کتابوں کا نازل ہونا ذات خداوندی کے تعدد اقانیم کی دلیل اور اسپر نشان ہے۔ اور عیسائی کا یہ کہنا آپ کے اصول کے لحاظ سے ضرور آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور اگر آپ مجھے ثالث مقرر کریں تو اس خاص معاملہ میں تو ضرور اس کے حق میں فیصلہ کروں کیونکہ اس نے آپ ہی کے مقرر کردہ معیار سے کام لیا ہے۔ پھر اسطرح ایک آریہ کہدیگا کہ جسطرح عرب میں صرف ایک نبی کا آنا اگر خدا کی وحدانیت کی دلیل ہے تو ہندوستان میں قدیم سے متعدد دیدوں کا نازل ہونا صاف بتاتا ہے کہ قدیم سے متعدد ہستیاں ازلی ہیں جیسے ایشور۔ جیو۔ پرکرتی۔ پھر وہی آریہ توحید باری کے ثبوت کے لئے کہدیگا کہ جسطرح عرب میں صرف ایک نبی کا ہونا توحید الٰہی پر نشان ہے۔ اسیطرح آریہ ورت کے سوا اور کسی ملک میں وحی کا نہ ہونا اور صرف آریہ ورت میں کلام الٰہی کا نازل ہونا توحید الٰہی پر نشان ہے بلکہ بعض دہریہ کہدینگے کہ فلاں فلاں ممالک میں مثلاً انگلستان میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا یہ اسبات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالےٰ ہے ہی نہیں۔ غرض مولوی صاحب مکرم آپنے توحید الٰہی پر نشان قائم کرنے کے لئے ایک ایسا مضحکہ خیز اصول قائم کیا ہے کہ موم کی ناک کی طرح ہر بُرے سے بُرے مذہب اور ہر گندے سے گندے عقیدہ والا اس سے اپنے مذہب کے مسائل ثابت کر سکتا ہے۔ اور جس اصول سے غلط باتیں صحیح اور جھوٹی باتیں سچ ثابت کی جاویں اسکے غلط اور بے ہودہ ہونے میں کس عقلمند کو انکار ہو سکتا ہے ؛

دعوے سوم - چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ سے پہلے کوئی نبی عرب میں مبعوث نہیں ہوا۔ اسلئے آپ کے بعد بھی کوئی نبی نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ بعد میں بھی یہ خصوصیت ٹوٹنی نہیں چاہیئے ؛

جواب - مولویصاحب آپکا دعوے سرے سے ہی غلط ہے۔ کیونکہ نہ یہ خصوصیت پہلے حاصل تھی نہ بعد میں کسی نبی کے آنے سے ٹوٹ سکتی ہے کیونکہ جو خصوصیت حاصل ہی نہ ہو۔ اس کا ٹوٹنا کیا معنے۔ غرض اس دعوے کا پہلا جواب تو یہی ہے کہ یہ خصوصیت ہی کوئی نہیں کیونکہ پہلے ہم قرآن حدیث اور صحیح تواریخ سے ثابت کر آئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی بہت سے نبی عرب میں مبعوث ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ یہ خصوصیت تھی اور نہ مرزا صاحب یا کسی اور کے نبی بننے سے یہ خصوصیت ٹوٹ سکتی ہے ؛

جواب دوم - تنزل کے طور پر ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی شخص عرب میں مبعوث نہیں ہوا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ کیونکہ مولوی محمد علی صاحب بھی اسبات کو مانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی شخص تمام دنیا کی طرف مامور ہو کر نہیں آیا مگر باوجود اس کے پھر مولوی صاحب بھی یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں سمجھتے کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی ان کا یہ تو مذہب ہے کہ آپ ساری دنیا کے لئے کم سے کم مامور ہو کر تو ضرور آئے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام نبیوں کو ایکساتھ نہ ملنا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسبات کا حاصل ہونا اسبات کا ثبوت نہیں کہ وہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی ایسا مصلح تسلیم نہیں کرتے جو ساری دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا گیا ہو مگر اس کو خصوصیت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ حضرت اقدس کے متعلق بھی ان کا یہی اعتقاد ہے کہ آپ ساری دُنیا کے لئے مُصلح تھے۔ غرض جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہو۔ اور آپ سے پہلے نبیوں کو نہ ملی ہو اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نہیں کہہ سکتے ؛

جواب سوم - ہم تنزلاً یہ بھی مان لیتے ہیں کہ یہ بات آنحضرتؐ کی خصوصیت تھی۔ تب بھی آپ کے بعد کسی شخص کو ملنے سے کوئی قباحت لازم نہیں آتی کیونکہ کئی باتوں کے متعلق خود رسُول کریمؐ نے فرمایا کہ یہ میری خصوصیت ہے۔ جو میرے سوا مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی مگر باوجود آپ کی خصوصیت ہونے کے آپ کے بعد وہی بات اوروں میں پائی گئی۔ اور پائی جاتی ہے۔ مثلاً آپنے فرمایا کہ اعطیت خمسا یعنی پانچ باتیں میری خصوصیات میں دلیل ہیں۔ اور وہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ انمیں سے ایک یہ فرمائی۔ وجعلت لی الارض مسجداً وطهوراً۔ یعنے پہلے نبی ہر ایک جگہ نماز نہیں پڑھ سکتے تھے بلکہ صرف عبادت خانوں میں پڑھتے تھے۔ اور اسطرح عبادت کے لئے وہ صرف وضو کرتے تھے۔ تیمم کا مسئلہ ان کے ہاں نہ تھا۔ لیکن مجھے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ تمام زمین میرے لئے مسجد ہے یعنی میدان کھیت۔ جنگل۔ آبادی۔ غرض ہر جگہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں۔ اور وضو کی جگہ ضرورت کے وقت تیمم بھی کر سکتا ہوں۔ اب دیکھو ہر جگہ نماز پڑھنے اور تیمم کرنے کو رسول کریمؐ اپنی خصوصیت ٹھہراتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو یہ بات حاصل نہ تھی مگر دیکھو باوجود آپ کی اس خصوصیت کے آپ کے بعد ہر مسلمان کو یہ بات حاصل ہے وہ ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور وضو کی جگہ اشد ضرورت کے وقت تیمم بھی کر سکتا ہے ؛

اسی طرح ہم مان لیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ اور عرب کی طرف مبعوث ہونا آپ کی خصوصیت ہے۔ لیکن کوئی حرج نہیں کہ آپ کے بعد کوئی اور شخص بھی عرب کی طرف مبعوث ہو جیسا کہ تمیم کی رخصت کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ میری خصوصیت ہے مگر آپ کے بعد اور لوگ بھی تیمم کرتے ہیں کیونکہ اکثر خصوصیات اضافی ہوا کرتی ہیں۔ اور مطلق نہیں بلکہ مقید ہوتی ہیں۔ یعنی بعض افراد کے لحاظ سے خصوصیت ہوتی ہیں۔ اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کے لئے ہر قسم کی غنیمتیں جایز نہ تھیں یہ صرف رسُول کریمؐ کی خصوصیت ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آپ کے لئے ہر قسم کی مناسب غنیمتیں حلال ہیں۔ جیسا کہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ احلت لی الغنائم۔ دیکھو اباحت کو خود رسول کریمؐ اپنی خصوصیت فرماتے ہیں مگر پھر بھی اس کا جواز صرف آپ کی ذات تک محدود نہیں بلکہ آپ کے خلفاء اور اسلامی بادشاہوں کے لئے بھی یہ غنیمتیں جائز ہیں۔ کیونکہ یہ خصوصیت اضافی ہے یعنی صرف پہلے نبیوں کے مقابل پر ہے۔ بعد والوں کے مقابل پر نہیں اسی طرح (تنزلاً) ہم تسلیم کر لیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور یہ بھی مان لیتے ہیں کہ یہ ایکی خصوصیّت تھی۔ مگر تب بھی آپکی یہ خصوصیت آپ کے بعد کسی نبی کے آنے یا عرب کی طرف مبعوث ہونے کی مانع نہیں بن سکتی۔ کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ خصوصیت ہے بھی تو اضافی ہے یعنی پہلے نبیوں کے مقابل پر ہے نہ کہ بعد میں کسی کے مقابل جیسا کہ تیمم اور حلت غنائم جنھیں خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی خصوصیت بیان فرمایا ہے۔ آپکے بعد اوروں میں بھی پائی گئیں۔ کیونکہ وہ اضافی تھیں یعنے آپسے پہلے نبیوں کے مقابل۔ اسیطرح یہ خصوصیت کوئی خصوصیت نہیں۔ مگر مولوی صاحب کے کہنے سے مان بھی لیں کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ تب بھی آپکے بعد عرب کی طرف نبی مبعوث ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خصوصیت اضافی ہے یعنی آپسے پہلے ایسا کوئی نبی نہیں گذرا۔ جو عرب میں آیا ہو۔ اس میں بعد والوں کی نفی نہیں نکلتی ❊

دعوے چہارم۔ لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ اس ملک میں آئے۔ جہاں پہلے کوئی نبی نہیں آیا ❊

جواب اوّل۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم سے پتہ لگتا ہے کہ آپ ایسے ملک میں آئے جہاں آپ سے پہلے کوئی نبی نہیں آیا تو ماننا پڑے گا کہ جب سے دنیا بنی ہے ہندوستان میں بھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم الہام ہوا۔ (دیکھو حقیقۃ الوحی ص۷۰)

سو جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ فقرہ وحی ہونے سے ثابت ہوا کہ آپ کی بعثت سے پہلے ملک عرب میں کوئی نبی نہیں آیا تو لامحالہ اسی معیار سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت اقدسؑ کی وحی لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ ہندوستان میں حضرت مسیح موعود کے سوا کوئی مامور یا مصلح نہیں آیا۔ اور یہ بات خود مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک بھی غلط ہے پس جو بات مستلزم باطل ہو وہ خود باطل ہے ❊

جواب دوم۔ میں مولوی محمد علی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ما انذر اٰبائھم میں آباء سے مراد کفار مکہ کی آدم تک کی تمام پشتیں ہیں یا بعض اگر کہو کہ بعض تو میں کہوں گا کہ انذار اور نبی کے آنے کی نفی جب صرف بعض پشتوں تک محدود ہوئی۔ سب پر حاوی نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی کے آنے کی مطلقاً نفی اس آیت سے نہیں نکلتی۔ بلکہ صرف یہ مطلب ہے۔ کہ کفار مکہ کو چند پشتوں سے انذار نہیں ہوا۔ اور نہ چند پشتوں سے انمیں کوئی نبی مبعوث ہوا۔ اور اسطرح آپ کی مزعومہ خصوصیت باطل ہو گئی اور اگر آپ کہیں کہ آدم تک کل پشتیں مراد ہیں تو میں کہونگا کہ یہ بالبداہت غلط ہے کیونکہ کفار مکہ یعنے بنو اسمٰعیل کو اوپر کی طرف لیتے جاؤ تو آخر حضرت اسمٰعیل کا زمانہ آجائے گا۔ اب بتاؤ کہ کیا حضرت اسمٰعیل نبی نہ تھے۔ اور کیا اپنے زمانہ کے لوگوں کو انذار نہیں کرتے تھے۔ پھر ان سے اوپر چلو۔ تو حضرت ابراہیم کا زمانہ آتا ہے۔ بتاؤ کہ کیا حضرت ابراہیم اپنی قوم کو ڈراتے نہ تھے۔ کیا انھوں نے اپنی قوم کو غفلت سے بیدار نہیں کیا تھا۔ پھر وان من شیعتہ لابراھیم کے مطابق حضرت نوح کے زمانہ پر نظر کرو۔ کیا حضرت نوح نے قہر خداوندی سے اپنی قوم کو نہیں ڈرایا اور کیا انذار سے کام نہیں لیا۔ اگر تم کو نہیں معلوم تو سورۂ نوح کی پہلی آیت انا ارسلنا نوحاً الی قومہ ان انذر قومک پڑھو۔ غرض اسمٰعیل ابراہیم اور نوح نے ڈرایا اور ضرور ڈرایا تو کسطرح ما انذر اٰبائھم سے جناب مولوی صاحب یہ استدلال کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے پہلے عرب میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ اور اگر کہو کہ تمہارا مذکورہ بالا بیان ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم اور حضرت نوح عرب کیطرف مبعوث نہیں ہوئے تو میں کہونگا کہ اول تو ما انذر اٰبائھم میں تو کفار مکہ کے آباء کے انذار کی نفی ہے نہ کہ عرب کے انذار کی۔ اور ابراہیم اور نوح خود بھی اپنے وقت میں انکے آباء میں شامل تھے۔ اور اپنی اپنی قوم کو کہ وہ بھی کفار مکہ کے آباء میں سے تھی ڈراتے اور انذار کرتے تھے۔ دوم یہ کہ اچھا ابراہیم اور نوح کو جانے دو۔ حضرت اسمٰعیل نے تو بہرحال عرب کے لوگوں کو انذار کیا تھا ❊

جواب سوم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب کی طرف مبعوث نہیں ہوئے۔ بلکہ ساری دنیا کے لئے آئے تھے۔ اور ساری دنیا کے انذار کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی تو مولوی صاحب کے اصول کے مطابق لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم کے یہ معنے ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا بھر میں کوئی نبی نہیں آیا۔ کیونکہ لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم سے ثابت ہے کہ جس قوم کو رسول کریمؐ نے انذار کیا اسکو آگے کسی نے انذار نہیں کیا تھا۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ آپنے ساری دنیا کو انذار کیا۔ تو بروئے اصول مولوی صاحب اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام دنیا میں کوئی ایک نبی بھی نہیں آیا ❊

جواب چہارم۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ جیسا عالم رموز قرآنی اس آیت لتنذر قوماً ما انذر اٰبائھم کے متعلق بھی یہی فرماتا ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ عرب میں کبھی بھی کوئی رسول یا نبی نہیں آیا بلکہ اس آیت میں آباء سے مراد صرف قریب کی چند پشتیں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔ ما انذر اٰبائھم قریب زمانہ یعنے ان کے باپ دادا میں نبی نہیں آیا۔ چونکہ یہ لوگ غافل ہو گئے۔ اور خدا تعالیٰ کو بھولکر بت پرستی میں محو ہو گئے۔ اسلئے ضروری تھا کہ انمیں کوئی نبی آئے۔

(دیکھو درس کے نوٹ مطبوعہ بدر سورہ یٰسین ص۲۱)

دیکھو حضرت مولوی صاحب نے قریب زمانہ کا لفظ فرما کر واضح کر دیا کہ عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرصہ پہلے نبی آنے بند ہو گئے تھے ورنہ پہلے عرب میں بھی اللہ تعالیٰ کے نبی آتے رہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ کم سے کم حضرت مولوی صاحب کے کہنے سے ہی اس تفسیر کو تسلیم کر لیں۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی شخصیت تو ایسی زبردست ہے کہ قتل اللہ ثم ذرھم کے غلط اور ..

قرآن شریف اور زبان عربی کے صریح خلاف معنے بھی آپ کی طرف منسوب ہو کر درست قرار دئے جاتے ہیں۔ میں مولوی محمد علی صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ وہ جواب دیتے وقت ذرا حضرت مولوی نورالدین صاحب کے لفظ "قریب زمانہ" کی تشریح بھی کر دیں ❊

جواب پنجم۔ مولوی صاحب اگر اس آیت سے آپ حضرت اقدسؑ کے نبی ہونے کی نفی کرتے ہیں تو سنئے کہ آپکے مقرر کردہ غلط اصول سے نبی چھوڑ کر حضرت صاحب کے نذیر اور مامور ہونے کی بھی نفی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت میں یہ نہیں لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب میں کوئی نبی نہیں آیا کیونکہ اس آیت میں لفظ نبی یا رسول بلکہ انکے مشتقات میں سے بھی کوئی لفظ نہیں آیا۔ بلکہ یہاں تو لتنذر اور ما انذر کے الفاظ ہیں۔ جن کے معنے ڈرانے کے ہیں۔ سو مولوی صاحب آپ کی طرز تفسیر سے اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی شخص بھی ملک عرب کی طرف نذیر بن کر نہیں آیا۔ اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ ہی عرب کے نذیر ہیں۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ مرزا صاحب عرب کے لئے نذیر ہیں یا نہیں۔ اگر کہو کہ آپ نذیر تو ہیں۔ تو میں کہوں گا کہ آپ کی مزعومہ خصوصیت پھر بھی باطل ہو گئی۔ کیونکہ اس آیت میں ما انذر کہہ کر بقول آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی سب کے انذار کی نفی کی گئی تھی۔ اور اگر آپ کہیں کہ مرزا صاحب ملک عرب کے لئے بطور نذیر بھی نہیں تو میں کہونگا کہ پھر حضرت صاحب کا یہ الہام غلط ٹھہرا۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ مگر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ کیونکہ اس الہام میں یہ نہیں کہ ہند میں ایک نذیر آیا مگر ہند نے اُسے قبول نہیں کیا۔ بلکہ دنیا کا لفظ ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدس تمام دنیا کے لئے نذیر ہو کر آئے تھے۔ غرض مولوی صاحب کے قاعدہ کے رُو سے تو مرزا صاحب کی نبوۃ تو الگ رہی، آپ کی ماموریت اور آپ کا تمام دنیا کے لئے نذیر ہونا بھی باطل ہوتا ہے۔ کیونکہ لتنذر قوما ما انذر اٰبائھم کی آیت میں جس سے مولوی صاحب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت نکالتے ہیں۔ مولوی صاحب کی طرز تفسیر کے لحاظ سے نبوت کی نفی نہیں بلکہ نذیر ہونے کی نفی نکلتی ہے جسکو دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نذیر کے آنے کو بھی روکتی ہے۔ اور جب کوئی نذیر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبؑ اپنے دعوے میں صادق تھے۔ اور نہ دنیا میں ایک نذیر آیا خدا کا کلام ہے (معاذ اللہ) میں مولوی صاحب کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ما انذر اٰبائھم پر نظر ڈالیں۔ اس میں قبل بعثت نبوی ... نبوۃ کی نفی نہیں بلکہ انذار کی نفی کی ہے اور اگر آپ سے پہلے عدم انذار آپ کی خصوصیت ہے۔ اور بقول آپ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اس خصوصیت کو توڑنا نہیں چاہیئے تو معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا نذیر بن کر آنا اور انذار سے کام لینا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو توڑتا ہے۔ غرض اب مولوی صاحب کے لئے دو ہی راہیں کھلی ہیں یا تو آپ اپنے درس کے قول سے رجوع کریں اور کہدیں کہ ما انذر اٰبائھم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصوصیت نہیں اور عرب کیطرف نبی نذیر مامور سب کی بعثت ہو سکتی۔ اور میں نے غلطی سے ایک بات بیان کر دی تھی اور اگر آپ اپنے پہلے قول سے رجوع کرنا نہیں چاہتے تو پھر آپ کے لئے اس سے کوئی چارہ نہیں کہ آپ مرزا صاحب کے نذیر ہونے سے بھی انکار کر دیں۔ اور صاف اقرار کریں کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا" کا الہام غلط ہے یا یہ کہ یہ الہام تو سچا ہے۔ مگر اس میں ملک عرب کے سوا باقی دنیا مراد ہے اور یہ کہ حضرت اقدسؑ خطۂ عرب کی طرف مبعوث ہو کر نہیں آئے ٭

اب میں مولوی محمد علی صاحب کے چاروں بے بُنیاد دعوؤں کی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی سے زیادہ تردید کر چکا ہوں اسلئے اس مضمون کو آیت ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ کی طرف مولوی صاحب کو توجہ دلا کر ختم کرتا ہوں۔ دیکھو مولوی صاحب کا یہ قول کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی عرب میں مبعوث نہیں ہوا۔ اس آیت کے کیسے صریح خلاف ہے یہ آیت تو ملک عرب کو سچے دین کا قدیمی مرکز قرار دیتی ہے۔ اور مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب میں کوئی نبی آیا۔ اور نہ رسول۔ یہ عجیب بات ہے کہ اوّل بیت کے مطابق خانہ کعبہ تو ہمیشہ سے عرب میں ہو مگر نبی اور رسول اور نذیر اور خدا کا داعی کوئی نہ آئے۔ بھلا پھر عرب کو مرکز بنانے کا کیا فائدہ اور پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی شخص عرب میں مبعوث نہیں ہوا تھا تو خانہ کعبہ کی بنیاد کا ابتداءً رکھنا کیا کفار کے دل میں القاء ہوا تھا۔ العجب ثم العجب

سیّد محمد اسحٰق

مختصر نوٹ

دول ائتلاف کا اتحاد

دعوت گلڈھال میں آج رات مسٹر ایسکوتھ نے ایک تقریر کی لوگوں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ مسٹر ایسکوتھ نے فرمایا کہ برطانیہ کا ان کی جنگ میں شامل ہونے کا فیصلہ بالکل درست تھا۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ ہم فتحیاب ہونگے۔ آپنے لارڈ کچنر کے مشن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ پیرس میں لارڈ کچنر نے دوستانہ اور نتیجہ خیز بات چیت کی ہے۔ مسٹر ایسکوتھ نے امید ظاہر کی کہ لارڈ کچنر کچھ عرصہ کے لئے باہر رہینگے۔ اور اقصار مشرق میں تمام حالت کو نزدیک جاکر اپنے ساتھیوں اور اتحادیوں سے ملکر ملاحظہ کرینگے لارڈ کچنر اپنے ساتھ اپنے ہموطنوں کا پورا اعتماد ایک بہادر سپاہی اور حکمران کے اختیارات لیکر گئے ہیں۔ اور اقصار مشرق کا علم انکو ہے۔ اسکی اور کوئی نظیر نہیں۔ لارڈ کچنر کے مشن کو اتحادیوں نے پورے طور پر پسند کیا ہے۔ اور اس سے ہمدردی ظاہر کی ہے مسٹر ایسکوتھ نے قومی اتحاد پر زور دیا اور کہا۔ ۱۵ سال کے بعد بھی ہمارے ہاں صرف ایک ہی کہ پارٹی ہے۔ اور مغائرت کی آواز نا موجود ہے۔ اتحادیوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو اپنا پورا حصہ ادا نہیں کر رہا۔ ہم سب اکٹھے ہی کھڑے ہونگے اور اکٹھے ہی کرینگے۔ دشمن نے علیحدہ علیحدہ صلح کرنے کے متعلق جو خبریں اُٹھا رکھی ہیں وہ محض جھوٹی ہیں۔ ہم اس وقت تک نہ کھڑے ہونگے نہ دم لینگے۔ جب تک کہ ہم یورپ کی چھوٹی سلطنتوں کی آزادی کو حاصل نہیں کر لیتے۔ اور خود یورپ اور تمام دنیا کو طاقت کی حکومت سے آزاد نہیں کرا لیتے ٭

اخبار گلوب کیوں ضبط کیا گیا ہے

اخبار گلوب کی ضبطی اس لئے ہوئی کہ اس نے لکھا تھا کہ لارڈ کچنر مستعفی ہو گیا ہے کیونکہ وہ بالسٹیوں کی سازشوں سے تنگ آگیا ہے۔ اسطرح اس اخبار نے نہ صرف یہ کہ ایک سراسر بے بُنیاد بات ہی شائع کی بلکہ اس کے متعلق ایک بالکل جھوٹی اور کینہ ورانہ وجہ بیان کی۔ اور یہ سب کچھ ایسے وقت میں کیا جبکہ بین الاقوامی معاملات کے متعلق از حد نازک وقت ہے ٭

ندوۃ العلماء کی موجودہ حالت

پیسہ اخبار سے معلوم ہوا کہ ندوۃ العلماء کے مدرسہ میں ۱۹۱۴ء کے امتحانات میں (۱۷۱) طلباء شریک ہوئے تھے جن میں سے (۵۵) کامیاب ہوئے۔ مدرسہ میں دینیات کے ساتھ انگریزی ریاضی۔ الجبرا و اقلیدس بھی پڑھائی جاتی ہے۔ طلباء کی ورزش کا خیال رکھا جاتا ہے۔ انجمن اصلاح بھی قائم ہے جسمیں بحث مباحثات اور تقریریں ہوتی ہیں۔ دار العلوم میں آٹھ جماعتیں ہیں ہر جماعت کے طلاب کی تعداد علی العموم پانچ سے لیکر آٹھ نو تک ہے۔ بارہ مدرسین میں سے دو اصحاب سو سو روپے۔ ایک اسّی دو دو پچاس۔ بقیہ پندرہ سے تیس روپے تک مشاہرہ لیتے ہیں۔ پچھلے سال ندوہ کو (۱۱۰۵۱) روپے آمدنی ہوئی۔ جو مستقل ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ چھ ہزار ریاست بھوپال تین ہزار۔ ریاست رام پور و ہز ہائینس سر آغا خان پانچ پانچ سو اور راجہ صاحب جہانگیر آباد چھ سو روپے سالانہ مرحمت فرماتے ہیں۔ خرچ (۱۵۹۸۰) روپے ہوا۔ خرچ کی زیادتی بذریعہ وکلا چندوں یا سالانہ جلسہ کی آمدنی سے پوری کی جاتی ہے۔ ۷۰ یا ۸۰ طلباء کی تعلیم پر تقریباً سولہ ہزار روپے کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ جماعتوں میں طلاب کی تعداد بھی کم ہے۔

میرے خیال میں ہمارا مدرسہ احمدیہ اس سے زیادہ مفید ہے اور خرچ نہایت کم۔ اگر احمدی جماعت اسکو مستحکم بنانے کی طرف توجہ کرے تو افسوس کی بات ہے ٭

ایک اطالوی جہاز بمعہ تین سو مسافروں کے غرق

جرمن سفاکی کی تازہ مثال

لنڈن ۱۰- نومبر کے تار سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ جہاز انکونا پر ۴۲۲ مسافران اور ۶۰ ملازمان جہاز تھے۔ جو غرق کر دئے گئے۔ جہاز انکونا کی غرقابی کی خبر نے سنسنی پھیلا دی ہے۔ اور روسی ٹیٹیا کے جھگڑے کی طرح

آسٹریا سے بھی جھگڑا ہوئے کے آثار نظر آرہے ہیں۔ انکونا پر جو مسافر تھے۔ انہیں کئی امریکن تھے۔ ایک کشتی مالٹا میں لیسمانڈہ ۱۴ اہل جہاز اور ۴ مسافروں کو پہنچی ہے۔ قریب تین سو اشخاص جنہیں زیادہ تر بچے اور عورتیں تھیں۔ غرق ہو گئے ؛

اطالوی اخبارات کو یقین ہے کہ انکونا پر حملہ کرنے والی ایک جرمن آبدوز کشتی تھی جو آسٹرین جھنڈا لہرا رہی تھی۔ اور لکھ رہے ہیں کہ جرمنی اور اٹلی نے باہم اعلان جنگ نہیں کیا ؛

ہردوار کا میلہ کمبہ

مارچ ۱۹۱۵ء میں ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی ہردوار آئے جنمیں سے ۹۰ ہزار تو واپس چلے گئے۔ بقیہ ۲۵ ہزار میلہ کمبہ کے انتظار میں ٹھہر گئے یکم اپریل سے ۱۳- اپریل ۱۹۱۵ء تک ایک لاکھ ۹۳ ہزار اور لوگ میلہ مذکور میں شرکت کی غرض سے آئے - ۱۲ و ۱۳- اپریل کے مابین انکو واپس لیجانے کے لئے چار معمولی ٹرینوں کے علاوہ ۸۰ سپیشل ٹرینیں چھوڑی گئیں۔ اودھ - روہیل کھنڈ ریلوے نے اس جم غفیر کو بلا کسی حادثہ کے منزل مقصود پر پہنچانے میں بہت بڑی مستعدی دکھلائی ؛

احمدی جماعت توجہ کرے کہ وہ اپنے مرکز کے جلسوں پر کس حد تک جمع ہوتی ہے۔ آپ لوگوں کا جمع ہونا خدا کے لئے اور وہ ایک رسم کے تابع ہے ؛

آریہ مسافر آج شہید ہوا

اس عنوان سے ایک ہندو رسالہ جاری لکھتا ہے کہ "اخبار مسافر آگرہ میں یہ پڑھ کر کہ آریہ پرتی نرھی سبھا پنجاب نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۰- اکتوبر ۱۹۱۵ء میں یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ دھرم بیر پنڈت لیکھرام جی کی یادگار میں جاری شدہ رسالہ آریہ مسافر کو بند کر دیا جاوے ہمیں جسقدر رنج و افسوس ہوا ہے۔ اس کا اظہار قلم نہیں کر سکتی۔ آہ! آج ہم محسوس کرتے ہیں کہ دھرم بیر پنڈت لیکھرام جی کی سپرٹ سچ مچ ہمارے اندر سے خارج ہو گئی ہے۔ کیونکہ اب کم از کم پنجاب میں آریہ مسافر کا نام لیوا کوئی نہ رہا۔ "مسافر" سبھا کے فیصلہ کی وجہ یہ بتاتا ہے۔ کہ کوئی پریس پانچہزار روپیہ سے کم ضمانت لئے بغیر اسے چھاپنے کو طیار نہیں ؛

ہمارے آریہ دوست اگر عبرت سے کام لیں تو اپنے لٹریچر کا رنگ اب بدل دیں کیسی مذہب کی صداقت کی یہ علامت نہیں کہ وہ دوسروں کی عیب چینی کرتا رہے بلکہ صداقت تو یہ ہے کہ اپنی ایسی خوبیاں بیان کریں جو دوسرے مذاہب میں موجود نہ ہوں ؛

کثرت باران با عذاب آسمان

مسلمانوں کا معتبر و مستند رسالہ النجم جس کا ایڈیٹر مولوی عبدالشکور صاحب فقیہ و مناظر ہے۔ اس عنوان سے لکھتا ہے۔

خدا کے عذاب سے اور اس کی گرفت سے کسی وقت بیخوف نہ ہونا چاہیئے مگر شامت کا پہلا پیش خیمہ یہ ہے کہ انسان خدا کی سطوت اور اسکے جلال و جبروت کو بھول جاتا ہے۔ گناہ کرتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ کچھ گرفت نہ ہوگی۔ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ۔ اسی غفلت کی حالت میں یکایک عذاب الٰہی آ جاتا ہے۔ اور کچھ بنائے نہیں بنتی۔ پھر اور زیادہ شامت سوار ہوتی ہے تو عذاب الٰہی کو اتفاقی واقعات پر محمول کرتا ہے۔ کفار مکہ کی یہی حالت تھی۔ ہر سال ایک مرتبہ دو مرتبہ ان کو متنبہ کیا جاتا تھا مگر وہ عذاب غفلت سے بیدار نہ ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ تو زمانہ کی روش ہے گاہے چنین گاہے چنان۔ قد مس اٰباء نا الضراء والسراء ؛

مسلمانوں کی جو حالت آجکل ہے ظاہر ہے۔ شریعت مقدسہ کو جس جس طریقہ سے انہوں نے ترک کیا ہے کوئی مخفی بات نہیں ہے خدا کی طرف سے پے در پے تنبیہات ہو رہی ہیں مگر نہیں جاگتے سالہا سال سے ہندوستان میں قسم قسم کے امراض کا دورہ ہے قحط سالی مسلط ہے۔ غلہ کی پیداوار نہایت عمدہ ہو تو جب بھی گرانی کی وہی کیفیت رہتی ہے مگر اسپر بھی کسی کو خیال نہیں ہوتا ؛

اب تازہ مصیبت یہ ہے کہ لکھنؤ میں اور لکھنؤ کے اطراف میں بارش کی اسقدر کثرت ہوئی کہ مکانات ویران ہو گئے لوگ بے خانمان ہو گئے۔ بہت سے آدمی گھروں میں دبکر مر گئے۔ بعض موتیں تو ایسی حسرت انگیز ہوئیں کہ الامان! آج کل ہر طرف نفسی نفسی کی کیفیت ہے۔ اور ہر شخص بقدر حیثیت مصیبت میں گرفتار ہے۔

اس تازہ مصیبت کا پورا واقعہ لکھنا یہاں مد نظر ہے۔ بلکہ لکھنے کا اصلی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو اب خواب غفلت سے جاگنا چاہیئے۔ اور اپنے گناہوں پر تضرع و زاری کرنی چاہیئے۔ پروردگار عالم سے استغفار کرنا چاہیئے یاد رکھو کہ اگر مسلمان سچے دل سے استغفار کر کے شریعت پر استقامت اختیار کریں تو یہ سب مصائب دفع ہو جائیں ؛

حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے مواعظ محض افسانہ کے طور پر نقل نہیں کئے بلکہ ان سے ہمیں سبق دینا منظور ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلے پیغمبر جن کا وعظ قرآن مجید میں منقول ہے وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں انکے وعظ میں ہمیں یہ مضمون ملتا ہے کہ اپنی قوم سے انہوں نے فرمایا کہ اگر تم خدا سے استغفار کرو تو کبھی خشک سالی تمہارے یہاں نہ ہوگی۔ اور مال اور اولاد کی تمہارے یہاں کثرت ہو جائیگی۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ بات حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے ساتھ مخصوص تھی۔ نہیں بلکہ یہ بات تمام شرائع انبیاء کے لئے عام ہے ؛

اے کاش! مسلمانوں کو تنبہ حاصل ہو اور پورے استقلال کے ساتھ شریعت مقدسہ پر قائم ہو جائیں۔ اور ہر مسلمان اپنی زندگی کا اصلی مقصد اتباع شریعت اور ترویج ملت کو خیال کرے اور جتنے کام کرے ان سب کا مقصد اصلی یہی ہو" ؛

مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے میں اسپر اتنا مستزاد کرنا چاہتا ہوں کہ فسق و فجور تو پہلے بھی تھا اس قسم کے عذابوں کا اس زمانہ میں وفور بتلاتا ہے کہ کوئی نیا گناہ کبیرہ دنیا سے صادر ہوا ہے اور وہ یقیناً کسی رسول کا انکار ہے کیونکہ سنت اللہ یہی بتاتی ہے کہ ایسے ایسے تباہ کن عذاب اخذنا اھلھم بالباساء والضراء کی بدولت رسول کی مخالفت و ایذا رسانی پر ہی آتے ہیں۔ چنانچہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً میں بھی یہی بتایا کہ عذاب رسول کی بعثت کے بعد آتا ہے پھر ارشاد ہوتا ہے۔ وما کان ربک مھلک القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولاً۔ پس مولوی صاحب کو اپنے مسلمات کی بناء پر اس رسول کی تلاش کرنی چاہیئے جسکی بعثت کے بعد انپر عذاب آیا۔ اور عذاب کے تو وہ خود تسلیم کرتے ہیں ؛

اینگلو مسلم میلہ

اس عنوان سے ایک اجمیری صاحب پیسہ اخبار میں لکھتے ہیں:۔ مسلمانوں کے ایمان کی تعریف یہ ہے۔ ایمان لایا میں اللہ تعالیٰ پر (۲) اسکے فرشتوں پر (۳) اور کتابوں پر (۴) رسولوں پر (۵) دن قیامت پر (۶) نیکی و بدی اللہ تعالیٰ کی دست قدرت میں ہے (۷) اور مرنیکے بعد انصاف پر کہ اللہ تعالیٰ انصاف کریگا۔ یہ ہی عقیدہ عیسائیوں کا بھی ہے اور کہ کل انسانوں کے باپ اور ماں حضرت آدم اور حوا ہیں اسلئے مسلمان اور عیسائی آپسمیں بھائی اور مسلمان ہیں۔ اور دونوں کو ملکر ہندوستان اور نیز انگلستان میں ہر ایک سال میں دو دفعہ میلہ کرنا چاہیئے اور مناسب دن گڈ فرائیڈے اور عید اضحیٰ ہیں۔ ان دونوں ایام میں مسلمان اور عیسائیوں کو کسی مقامی باغ میں جانا چاہیئے۔ اور وہاں مصافحہ اور معانقہ کیا کریں کہ جس سے مسلمان اور عیسائیوں میں اخوۃ اسلامی استوار اور محکم ہو اور شہنشاہ انگلستان کے واسطے دعا مانگی جانے کے بعد میلہ ختم ہوا کرے اور اگر مولوی صاحب دہلی دربار کے دن کو اسکے لئے مناسب موزون خیال فرمائیں تو اس دن ہی یہ میلہ منایا جایا کرے اور مقامی گورنمنٹوں کو چاہیئے کہ اس میلہ کو رونق دینے کے لئے خود شریک ہوا کریں۔ اور کل صاحب فن اور تماشہ اپنے اپنے ہنر اس میلہ میں دکھلایا کریں چونکہ بڑا دن نزدیک ہے اسلئے مہربانی کر کے اسکو درج اخبار فرمائیں تاکہ کل ہندوستان اور انگلستان کے مسلمان اور عیسائی اس امر پر غور کر سکے کوئی مناسب و موزون دن اس میلہ کے واسطے منتخب کرلیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور دیگر مذاہب۔

مسیح کا مُردے زندہ کرنا

نمبر (۲)

مُردوں کے زندہ ہونے پر قرآن مجید سے عقلی و نقلی دلائل

پہلے گذشتہ نمبر میں وعدہ کیا تھا کہ آیندہ انشاء اللہ قرآن کریم سے ثابت کرونگا کہ جو شخص ایک دفعہ مرجاتا ہے۔ پھر وہ زندہ ہوکر دنیا میں واپس نہیں آسکتا۔ مگر اب میرا ارادہ ہے کہ پہلے چند آیات بائبل سے بھی ایسی پیش کروں جو ہمارے دعوے مذکور کی تصدیق کرنے والی ہوں۔ لہٰذا ذیل میں ہدیہ ناظرین کرتا ہوں:۔

دلیل اوّل۔ کیونکہ اس کا گھر موت کی طرف جھکا ہوا ہے۔ اور اسکی راہیں مردوں کیطرف جاتی ہیں جو اسکی طرف جاتے ہیں۔ پھر نہیں لوٹتے۔ وہ زندگانی کی راہوں کو پھر نہیں پکڑتے

امثال باب ۲ آیت ۱۸۔ ۱۹ ٭

اس آیت نے صاف ثابت کر دیا کہ جو مرجاتا ہے وہ پھر نہیں لوٹتا

دلیل دوم۔ جس طرح بدلی جاتی رہتی ہے اور غائب ہوجاتی ہے۔ اسی طرح جو گور میں اُترا پھر اُوپر نہ آویگا۔ وہ پھر اپنے گھر کو نہ پھریگا۔ اور اس کا مکان اُسے پھر نہ پہچانیگا۔ ایوب باب ۷ آیت ۹ و ۱۰ ٭

اس آیت نے اور بھی کھولکر بتا دیا ہے کہ جو ایک دفعہ قبر میں جاتا ہے پھر واپس نہیں آسکتا ٭

دلیل سوم۔ اس لئے کہ زندے جانتے ہیں کہ ہم مرینگے پر مُردے کچھ بھی نہیں جانتے۔ اور اُنکے لئے اور کچھ اجر نہیں کیونکہ انکی یادگاری جاتی رہتی۔ انکی محبت بھی اور عداوت اور ان کا حسد اب موقوف ہوئے۔ اور تا ابد اُن سب کاموں میں جو سورج کے نیچے کئے جاتے ہیں وہ ہرگز شامل نہ ہونگے اور نہ بھرہ پائینگے۔ واعظ باب ۹۔ آیت ۵ و ۶ ٭

ان تینوں گواہوں نے جو اُوپر مذکور ہوئے۔ پرانی کتب مسیحیہ سے بالصراحت کھولکر بتا دیا کہ جو شخص حقیقی موت کا شکار ہوجاتا ہے وہ پھر تا ابد دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا۔ اور یہ بالکل حق ہے پس مسیح علیہ السلام کا اگر کسی حقیقی مُردے کو زندہ کرنا ثابت کیا جاتا ہے تو پہلے ان تین گواہوں کی شہادت کو باطل قرار دے لینا چاہیئے تب کسی کو زندہ کرکے دنیا میں لوٹانا جائز ہوگا ورنہ یہ بات کو مان لینا ہر حق پسند کا کام ہے۔ اور وہ سچ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام نے بھی وہی کام کئے جو دیگر انبیاء کرتے تھے اور اسیطرح انکے ہاتھ پر بھی مُردے زندہ ہوئے جس طرح دیگر تمام انبیاء کے ہاتھ پر ہوئے ٭

آگے قرآن مجید خدا کی مکمل اور آخری کتاب سے بھی اس امر کا ثبوت بہ نصوص صریحہ پیش کرتا ہوں جس سے خوب کھُل جائے کہ جو شخص حقیقی موت سے مرجاتا ہے وہ دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں نہیں آتا نہ بطریق اعجاز نہ کسی دوسری طرز سے۔ قرآن شریف میں بہت سی آیات مبارکہ سے یہ امر ثابت ہے لیکن بغرض اختصار تین آیات نقل کر دیتا ہوں:۔

آیت اوّل۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت و یرسل الاخریٰ الی اجل مسمیٰ ط ان فی ذالک لایٰت لقوم یتفکرون ۔ (پارہ ۲۴ رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ موت کے وقت لوگوں کی رُوح قبض کرتا ہے اور جو نہیں مرے ان کے سونے کے وقت۔ پھر جس پر حقیقی موت کا حکم صادر ہوتا ہے اسکی روح کو روک لیا جاتا ہے یعنی اس دنیا میں واپس نہیں بھیجا جاتا اور جس پر موت کا حکم صادر نہیں ہوتا اسکی رُوح کو ایک وقت مقررہ تک دنیا میں واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ تحقیق غور کرنیوالوں کے لئے اسمیں نشانیاں ہیں ٭

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وہ قانون بیان کیا ہے۔ جو توفی الانفس (یعنے قبض رُوح) کے متعلق ہے۔ اور اس قانون کے خلاف تمام قرآن مجید میں کہیں نہیں بتایا کہ وہ رُوح جس پر حقیقی موت وارد ہو چکی ہو۔ اور بروئے قانون الٰہی امساک کیگئی ہو۔ برخلاف اس سنت کے ارسال کر دیجاتی ہے۔ لہٰذا یہ اٹل قانون ہے جسکے خلاف قرآن مجید سے نکالنا جہل و نادانی ہے ٭

آیت دوم۔ حتّٰی اذا جاء احدہم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا ط انہا کلمۃ ہو قائلہا ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ۔ (پارہ ۱۸ رکوع ۶)

(ترجمہ) یہانتک کہ جب انمیں سے کسیکی موت آجاتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے رب مجھے ایکبار پھر دنیا میں واپس کر دے تاکہ جس کو میں نے ترک کیا ہے۔ اب اسکے متعلق نیک کام کروں یہ ایک کہنے کی بات ہے جو ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اب تو مُردوں کے لئے برزخ ہے جہاں سے قیامت تک نہیں اُٹھ سکتے۔ ان آیات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جو شخص ایکبار مرچکا۔ وہ پھر اس دنیا میں نہیں آسکتا کیونکہ یہ امر خدا کی سنت کے خلاف ہے۔ ہاں قیامت کے دن تمام لوگ زندے کئے جاوینگے۔

آیت سوم۔ وحرام علی قریۃ اہلکنہا انہم لا یرجعون۔ (سورہ انبیاء) جس قریہ کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں ان کا دوبارہ لوٹانا ہمنے حرام کر دیا ہے پس صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرکے دنیا میں نہیں بھیجوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔ یعنے اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا۔ پس جبکہ قرآن کریم اور بائبل کی صریح آیات مُردوں کے دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں آنے کے خلاف ہیں تو ہم کیونکر اس بے دلیل دعوے کو تسلیم کرلیں کہ حضرت مسیح مُردوں کو زندہ کیا کرتے تھے ہرگز نہیں کوئی ذیشعور انسان اسکو ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوسکتا۔ اب اگر سائل صاحب دریافت فرماویں کہ پھر قرآن کریم میں مسیح کا مُردوں کو زندہ کرنا کیوں پایا جاتا ہے تو اسکے دو جواب پیش کرتا ہوں:۔

جواب اوّل۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی مُردوں کے زندہ ہونے کے متعلق ذکر آتا ہے۔ وہاں پر رُوحانی زندگی مُراد ہے۔ اور ایسا ہی ہم گذشتہ نمبر میں بائبل کے محاورات سے بھی ثابت کرچکے ہیں یعنی لوگوں کی حالت دینی طور پر مُردوں کیطرح ہوجاتی ہے تو پھر خدا اپنے انبیاءؑ کو بھیجکر انکو زندہ کرتا ہے۔ رُوحانی موت کی فلاسفی کو سمجھنے کے لئے اس درخت کے حال پر غور کرنا زیادہ مفید ہوگا جو پانی کے نہ ملنے کے باعث خشک ہوگیا ہو۔ اور اپنی خشکی کو دور کرنے کے لئے پانی کا محتاج ہو۔ ایسا ہی انسان کا حال ہے کہ جب خدا تعالیٰ کو چھوڑ دیتا ہے اور اسکے اوامر و نواہی پر توجہ نہیں کرتا تو اس کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ اور وہ اسی درخت کی طرح خشک ہوجاتا ہے اس خشکی کو رُوحانی موت کہا جاتا ہے جو انبیاء کے ذریعہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں سے دُور کرتا ہے جسکو دوسرے الفاظ میں رُوحانی زندگی کہتے ہیں ٭

جواب دوم۔ اب ہم قرآن کریم پر غور کرکے معلوم کریں کہ آیا احیائے موتیٰ حضرت مسیح کے سوا کسی اور کے لئے بھی آیا ہے یا نہیں اگر آیا ہے تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں کیونکہ خصوصیت اسی میں ہے کہ یہ لفظ کسی اور کے لئے مطلقاً نہ پایا جاوے ٭

پس جب ہم قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو کثرت سے احیائے موتیٰ حضرت مسیحؑ کے سوا پاتے ہیں پھر کیا ہم اس سے یہی نتیجہ نکالیں کہ اس سے مُراد جسمانی مُردے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ دوسری جگہ سے ثابت ہوچکا ہے کہ کوئی مُردہ جسمانی طور پر زندہ نہیں ہوسکتا۔ یہاں پر اسکے خلاف مطلب نکالنا بعید از عقل ہے اسجگہ وہی مُردے مُراد ہیں جن کا ذکر آگے ہو چکا ہے یعنی رُوحانی مُردے۔ ہر چند کہ کثرت سے احیائے موتیٰ قرآن کریم میں آیا ہے لیکن میں صرف بطور نمونہ مُشتے از خروارے دو آیات پیش کرکے اپنے مضمون کو ختم کرونگا ٭

اوّل ۔ اومن کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا۔
(سورہ انعام رکوع ۱۵)

ترجمہ۔ یعنی غور کرو کہ ایک شخص جو پہلے مرچکا تھا۔ پھر ہمنے اُسے زندہ کیا۔ اور اُسکو ایک نور عطا فرمایا۔ جسکی مدد سے وہ لوگوں میں چلتا ہے وہ اسکی مانند ہو سکتا ہے۔ جس کا حال یہ ہے کہ وہ اندھیروں میں گھرا پڑا ہے۔ وہاں سے نکل نہیں سکتا۔" اب صاف ظاہر ہے کہ یہاں پر جسکو مُردہ کہا گیا ہے وہ جسمانی نہیں بلکہ رُوحانی مردہ ہے جو اپنے کفر اور بداعمالی کے باعث مردہ ہے۔ اور پھر اسکے زندہ کرنے سے یہ مُراد ہرگز نہیں ہے کہ اسکی لاش قبر سے کفن پھاڑ کر باہر نکل آئی ہو۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے خود ہی تفسیر کرکے ہمیں بتلا دیا ہے کہ وہ کیسی زندگی ہے۔ جیسے کہ وہ فرماتا ہے وجعلنا لہ نورا الخ یعنے ہم نے اُسے نور عطا فرمایا جس سے وہ لوگوں میں ممتاز ہو گیا۔ پھر اسکے مقابل مُردوں کا ذکر کرکے بتایا کہ وہ جو کفر اور شرک کے اندھیروں میں پڑے ہیں وہ اُس شخص جیسے نہیں ہو سکتے ؛

آیت دوم ۔ یایھا الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم الخ (سورہ انفال رکوع ۳)
(ترجمہ) اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مانو اللہ اور رسول کا حکم جب بلائے تم کو تاکہ زندہ کرے تم کو ؛

اِسجگہ صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مُردوں کو زندہ کرنا آیا ہے۔ یہاں پر بھی رُوحانی زندگی مُراد ہے یعنی دینی طور پر لوگوں کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ آپنے آکر اُن کو اپنی پاک تعلیم سے زندہ کیا یعنی نیک بنایا۔ سائل صاحب توجہ فرماویں کہ یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ جب حضرت مسیح کا ذکر آوے تو وہاں جسمانی مُردے مُراد لئے جاویں۔ اور جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آوے وہاں پر رُوحانی مُردے

اس فرق کی کوئی وجہ قرآن شریف نے بھی بتائی ہے یا عیسائی صاحبان مسیح کو ناحق خدا بنا رہے ہیں۔ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ غور و فکر سے کام نہیں لیا جاتا ؛

اس تمام بحث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جسمانی طور پر کوئی مُردہ زندہ ہو کر دنیا میں نہیں آسکتا۔ اور مُردوں کے زندہ ہونے کے متعلق جو بائبل یا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے۔ اُس سے مُراد رُوحانی مُردے ہیں ۔ والسلام

خاکسار۔ شیخ چراغ الدین نومسلم متعلم جماعت مبلغین قادیان

عبدالحی مرحوم

یہ حادثہ عظیمہ سلسلہ احمدیہ کے لئے نہایت رنج و غم کا باعث ہُوا ہے کہ مولوی عبدالحی خلف اکبر حضرت نورالدین اعظم خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اُنیس روز تک بخار میں مُبتلا رہ کر بروز جمعرات ۱۱۔ نومبر کو قبل از نماز عصر دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھارا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ نوجوان مرحوم حضرت مسیح موعود کے زندہ نشانوں میں سے ایک نشان تھا۔ جو پیشگوئی مندرجہ انوار الاسلام صفحہ ۲۶ کے مطابق ۱۵۔ فروری ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا تھا۔ ۱۷ سال زندہ رہا۔

جوانمرگ عبدالحی نے اپنے محترم باپ خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اسقدر علمی و عملی ترقی کی تھی کہ اپنے ہم عصر و کلاس فیلو لڑکوں میں قابل رشک ہو گیا تھا۔ مرحوم انٹرنس کلاس میں پڑھتا تھا۔ اور اس سال انٹرنس کا امتحان دیتا۔ دینی معلومات بھی اچھی تھی اکثر اوقات مذہبی کتب کا مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ چند عربی کتب دینی بخاری و مشکوٰۃ بھی پڑھ چکا تھا۔ قرآن مجید با ترجمہ اور ابتدائی تین چار پارے حفظ یاد تھے۔ عام جلسہ میں تقریر بھی کرنے لگ گیا تھا۔ بچوں کی طرح کھیل کود کا کم شوق تھا نہایت بلند اور علم سے دلچسپی تھی۔ مرحوم کے خیالات بلند اور امنگیں بڑی بڑی تھیں مرحوم حق گوئی میں اپنے باپ رضی اللہ عنہ کا مثیل بننے میں فخر کی کوشاں تھا۔ مرحوم نے اس باہمی اختلاف کے وقت اپنے باپ رضی اللہ عنہ کی وصیت پر سعادتمندانہ عمل کرکے بیعت خلافت ثانیہ میں ہاتھ بڑھا دیا۔ اور ذرا بھی اِدھر اُدھر کی چاپلوسیوں اور اتار چڑھاؤ میں نہ آیا مارچ ۱۹۱۴ء میں بتقریب وفات حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ نیاز مند ایڈیٹر فاروق جب تعزیت کے واسطے دارالامان آیا۔ اور عبدالحی مرحوم سے ملا۔ تو مرحوم نے بڑے لطیف اور محبت آمیز لہجہ سے کہا کہ مجھے آپ سے بہت محبت ہے میں آپکی تحریروں کو بڑے شوق سے پڑھتا ہوں اور آپ کی مصنفہ کتب و رسالہ احمدی کی عمدہ جلدیں بندھوا کر رکھتا ہوں۔ اور جب کبھی مجھے فرصت ملتی ہے تو میں انمیں سے کسی کتاب کو ضرور دوبارہ سہ بارہ پڑھا کرتا ہوں۔ آپنے اس فتنہ کے وقت خوب کام کرنا ہے اور ذرا بھی مصنوعی وجاہتوں کا خوف نہ کرنا" چنانچہ دوبارہ جب جلسہ سالانہ پر میں دارالامان آیا تو مجھے کہا کہ "جزاک اللہ آپنے واقعی خالد کا نمونہ دکھلایا۔ اور منکرین خلافت کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور خوب کیا۔ میں الحق کو پڑھ کر بہت خوش ہوتا ہوں اور ہمیشہ اسکے انتظار میں رہتا ہوں۔ مجھے لاہوریوں پر افسوس ہی آتا ہے اور تعجب ہی ہوتا رہا ہے کہ انہوں نے مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کی پاک صحبتوں میں رہکر کیا سیکھا۔ یہی کہ اہلبیت رسالت سے دلی بغض و عناد اور خاندان خلافت سے ظاہری سلوک و محبت جو شیوۂ نفاق ہے" الغرض اس قسم کی باتیں مرحوم نے مجھ سے کیں اور ایسے پیرایہ میں کہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بڑا تجربہ کار اور ہونہار روشن اندیش انسان کلام کر رہا ہے۔ مرحوم ہمیشہ ساعی رہا کہ اپنے طفلانہ جذبات پر غالب رہے۔ باوجود مخالفوں کی ریشہ دوانیوں کے اس کا بچپن اُسپر غالب نہ آیا۔ غرضیکہ مرحوم عبدالحی نے مارچ ۱۹۱۴ء سے اکتوبر ۱۹۱۵ء تک وہ وہ نمونے دکھائے جو اسکے ہونہار اور عاقبت اندیش ہونے کے پورے ثبوت تھے ؛

مرحوم آخر عشرہ اکتوبر میں عید اضحےٰ سے بیمار ہوا۔ ۱۰ اور ۱۱ تک بخار آنے لگا۔ بیرونجات میں جب بیماری کی اطلاع پہنچی تو محمد حسین مرہم عیسےٰ لاہور سے بتقریب عیادت آیا۔ اسکے آنے سے مرحوم خوش نہ تھا مرہم عیسےٰ نے مصنوعی ہمدردی بہت دکھانی چاہی مگر مرحوم نے اُسے مُنہ نہ لگایا۔ اور وہ اپنی عادت سے لاچار پانچ چار روز اِدھر اُدھر پھر پھرا کر چلا گیا۔ جب بیماری نے غلبہ کیا۔ اور حضرت خلیفۃ الرشید الدین صاحب اور دیگر ڈاکٹروں کی (جو دارالامان میں رہتے ہیں) انتہائی کوشش و شبانہ روزی کے مستعدانہ علاج کا کوئی مفید نتیجہ نہ دیکھا تو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک آدمی لاہور بھیجا کہ کسی ہوشیار اور مشہور ڈاکٹر کو لائے۔ چنانچہ بمشورہ احباب لاہور کے مشہور قابل و ہوشیار ڈاکٹر ہیرالال صاحب کو بروز جمعرات ایک بجے دوپہر کے قریب لے کر آیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ازراہ ہمدردی علاوہ سفر خرچ کے ایکسو روپیہ نقد فیس کا لیا اور مرحوم کو دیکھا بہت دیر تک معالجین سابق سے گفتگو کرکے اور انکے نسخوں کو پسند کرکے اپنی رائے ظاہر کی کہ تپ محرقہ ہے اور معدہ میں خلل ہے ایمہ کیا جاتا ہے کیا جائے۔ نبض دیکھنے پر معلوم ہوا کہ نبض میں حرکت نہیں پچکاری کی تو حرکت پیدا ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اب تو مرض اور دوائی کی ایک جنگ ہے۔ اگر آج کی رات خیریت سے گذر گئی تو اُمید صحت ہے ورنہ حالت اچھی نہیں یہ رائے دیکر وہ روانہ ہو گئے۔ اور ایک آدمی کو انکے ساتھ ادویات لانے کو بھیجا۔ مگر یہاں پیمانہ عمر لبریز ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر صاحب غالباً بٹالہ تک بھی نہ پہونچے ہونگے۔ کہ عبدالحی ہم سے جُدا ہو گیا۔ اور تمام بیماریوں سے دائمی نجات پا گیا اللھم اغفرلہ ۔ آمین ؛

۷۔ نومبر سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ عبدالحی مرحوم کو اپنے گھر میں لیگئے تھے۔ جسکی مرحوم کو بھی خواہش تھی تاکہ دُعا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے زیادہ تحریک ہو۔ نیز اپنی ہمشیرہ کے پاس رہے۔ اور حضور بھی بوجہ محبت قلبی یہ چاہتے تھے۔ چنانچہ اپنے خاص کمرہ میں جہاں حضور رہتے ہیں مرحوم کو رکھا۔ اور وہاں ہی مرحوم کی والدہ محترمہ بھی ہیں اسی مکان میں چار بجے مرحوم نے رحلت کی۔ کثیر جماعت کے ساتھ جن میں ہر دو سکولوں کے طلبار و ماسٹر و تمام مہاجرین شامل تھے احمدیہ مدرسہ کے صحن میں حضرت خلیفہ ثانی نے نماز جنازہ پڑھائی اور عشار کے وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے جانب مغرب سپرد خاک کر دیا ٭

مرحوم کی والدہ محترمہ اور تین چھوٹے بھائی اور ایک ہمشیرہ ہے جسکو خلیفہ ثانی کی زوجہ محترمہ ہونے کا فخر حاصل ہے اور ایک بیوہ بیوی ہے۔ جو فخر قوم حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب مدظلہ العالی کی دختر ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کی والدہ اور جمیع متعلقین کو صبر جمیل عطاء فرماوے۔ آمین ٭

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کو جو اس موت سے دوہرا صدمہ پہنچا ہے۔ ہمیں آپ سے بہت ہمدردی ہے۔ آپ کا صبر و استقلال و بردباری ہمارے لئے ایک نمونہ ہے۔ آپ دنرات مرحوم کی خبرگیری میں مصروف رہے۔ اور مرنے کے بعد کلیجہ تھام کر وہ ضبط کا نمونہ دکھایا جو قابل رشک ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح و اہل بیت رسالت کو بھی جو غم مرحوم کے مرنے سے ہوا ہے اس کا اندازہ کوئی قلم نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کا اجر عطار فرماوے تمام بیرونی احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور بہت صبر و استقلال اور دعا سے کام لیں ٭

دیدار اولوالعزم

۱۲- نومبر بعد نماز صبح۔ جناب چودھری غلام محمد صاحب بی اے کی اہلیہ نے بتاریخ ۱۲- نومبر جمعہ کی رات کو قریباً تین بجے انتقال کیا۔ چونکہ مرحومہ نے وصیت نہیں کی تھی۔ اور اچانک ان کا واقعہ ہوا تھا۔ اسلئے جناب چودھری صاحب معہ شیخ عبدالرحیم صاحب حضرۃ خلیفۃ المسیح کی خدمت میں صبح کی نماز کے وقت حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ چونکہ مرحومہ کو وصیت کا موقعہ نہیں ملا۔ اب اسکی ملک سے حصہ مقررہ وصیت ادا کر دیا جاوے۔

حضرت نے فرمایا (یہاں پر الفاظ نہیں مفہوم ہے) کہ وصیت تو زندگی میں ہونی چاہیئے۔ باقی جو ہم اجازت دیتے ہیں وہ تو مثلاً کوئی شخص مہمانخانہ میں پڑا ہے۔ اور اسکی کچھ بھی جائداد نہیں اسکو بھی وہیں دفن کیا جائیگا۔ یا کوئی بچہ ہے۔ مثلاً عبدالحی جسکی وصیت کا موقعہ ہی نہ تھا۔ مینے تو پرسوں ہی رؤیا میں دیکھا ہے۔ مجھ سے کسی شخص نے اسبارہ میں دریافت کیا تو مینے اسکو جواب دیا کہ اگر میری بیوی بھی بے وصیت فوت ہو جائے تو اسکو بھی اجازت نہ دوں

پھر فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے کہ جس نے وصیت نہ کی ہو اور فوت ہو جائے پھر اس کے مال سے ادا نہیں کیا جا سکتا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور قاضی امیر حسین صاحب یہاں ہیں ان سے بھی دریافت کر لیں۔ حضرت تشریف لیگئے۔

بعد نماز جمعہ مرحومہ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح نے مدرسہ احمدیہ کے صحن میں پڑھایا۔ اور مرحومہ کو عام قبرستان میں دفن کیا حضرت بھی ساتھ تشریف لیگئے اور وہاں پر فرمایا کہ ہمارے لوگوں کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ یہاں کون کون احمدی مدفون ہے اسلئے کوئی آتا بھی نہیں۔ اور اسمیں تو کنچنیاں بھی دفن کیگئی ہیں میرا خیال ہے کہ کوئی اور الگ جگہ خریدی جائے جہاں پر ایسے احمدی جنھوں نے وصیت نہیں کی۔ دفن ہوا کریں

۱۳- نومبر بعد نماز عصر۔ جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر سے مولوی عبدالحی صاحب کے معالجہ کے لئے حسب الارشاد حضرۃ خلیفۃ المسیح بلوائے گئے مگر ڈاکٹر صاحب کو ۱۲ر کو خط ملا اور وہ ۱۳ر تاریخ کو قادیان پہنچے۔ لیکن افسوس کہ مولوی عبدالحی صاحب ۱۱ر نومبر کو بوقت ظہر رحلت کر گئے تھے۔ جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح نماز عصر کے بعد بیٹھے تو ڈاکٹر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ خط شاید دیر سے ملا۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور کل ملا عبدالحی کی وفات کا افسوس ہے۔ اگرچہ میرے بھائی صاحب بھی گجرات میں بیمار تھے۔ مجھکو وہاں جانا تھا۔ لیکن مینے ادھر آنا مقدم جانا حضور انکی صحت کے لئے دعا فرماوین۔ غرض اسی طرح باتیں ہوتے ہوتے آخر ڈاکٹر صاحب نے دریافت کیا کہ آدم کو موعودہ بہشت سے نکالا گیا یا کسی اور سے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ جہاں ابتدا میں ہی آدم کا ذکر کیا ہے صاف لکھا ہے کہ اِنّی جاعلٌ فی الارض خلیفہ۔ یعنی آدم کو زمین پر ہی خلیفہ بنایا گیا تھا۔ دوسری جگہ جنت موعودہ جو مرنے کے بعد ملیگی۔ اسکو انعاموں میں شمار کرتے ہوئے یہ بتا دیا ہے کہ یہ چھینی نہیں جاتی۔ پھر آدم کی نسبت ہے کہ اسکو نکالدیا گیا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشت اور ہے اور یہ بہشت اور

ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ آدم کا جسم انسانی تھا یا نورانی حضرت نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا جسم انسانی اور مٹی ہی تھا تبھی تو وہ ہمارا باپ بنا ورنہ ہمارا باپ کیسے بنتا ٭

پھر فرمایا کہ روحانی جسم پر تو قفا نہیں۔ اس کے بعد قرآن شریف کے ترجمہ اور اسکی اشاعت وغیرہ کی نسبت ذکر ہوتا رہا۔ جس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ تمام دنیا کے بادشاہوں کو یہ قرآن شریف بھیجا جائے۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لیڈروں کے نام بھیجا جائے۔ جس سے انکو حقیقت اسلام و قرآن کریم معلوم ہو جائیگی ٭

فرمایا:۔ حضرت مسیح موعود کا منشاء تھا کہ تمام جہان کے سلاطین کو ایک خط لکھا جائے۔ میرا ارادہ ہے کہ ترجمہ کے ساتھ ہی ایک خط جسمیں اسلام کی خوبیاں اور اسلام کا اصلی چہرہ دکھایا جائیگا۔ چھاپ کر بھیجا جائے تاکہ انکو معلوم ہو کہ اسلام کن کن خوبیوں کا مذہب ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ یہاں پر تو بندوبست نہیں ہو سکتا مگر ولایت میں ہے کہ اعلےٰ درجہ کی کتب کپڑے پر چھپوائی جاتی ہیں یا ایک مضبوط اور نہایت اعلیٰ درجہ کا چمڑے جیسا مگر نہایت چکنا کاغذ ہوتا ہے اسپر چھاپتے ہیں یا ایک خاص قسم کی مخمل ہوتی ہے اُسپر وہ کتابیں چھپوائی جاتی ہیں۔ اگر وہ انتظام ہو سکتا تو بادشاہوں کو اس طرح قرآن شریف چھپوا کر روانہ کیا جاتا ٭

اس کے بعد حضور اندر تشریف لیگئے ٭

گورے اور خوبصورت ہونے کی دوا

جسطرح بال اور دانتوں کی صفائی کیلئے ضرورت ہے اسی چہرہ کی صفائی بھی ضرور ہے خوبصورت ہونے کی دوا شاہزادہ پرنس آف ویلز کی سفارش سے ڈاکٹر لانگڈیل صاحب نے مہاراجہ میسور کے لئے تیار کی تھی جسکو سات روز ملکر نہانے سے چہرہ کی رنگت گلاب کی پتی کیطرح سرخ و سفید اور مخمل کی مانند نرم ہو جاتی ہے۔ آنکھوں اور گالوں کے داغ جھائیں جہریاں دفع ہو کر خوبصورتی اور نہایت عمدہ ملاحت پیدا ہو جاتی ہے۔ جلدی عوارض پھوڑا پھنسی۔ داد۔ خارش۔ کھجلی۔ کھال کا پھٹنا۔ ہاتھ پیر پھٹنا پسینہ کی بدبو بھی نسبت دنا بود کر کے عمر بھر کو دور کر دیتی ہے خوشبو ایسی کہ شاہزادوں کے لائق ایک دفعہ نہانے سے جب تک دوبارہ غسل نہ کرو وہی خوشبو بدن سے نکلتی رہے گی سب سے عمدہ وصف تو یہ ہے کہ خوبصورتی اور رنگ جو اس دوا کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے تمام عمر قایم رہتا ہے۔ قیمت فی بوتل عہ تین بوتل کے خریدار کو ایک بوتل مفت ملیگی ٭ (ایڈیٹر ذمہ دار نہیں)

برقی آلہ کان

اس کو کان کے اندر رکھنے سے بالکل بہرہ بخوبی تمام ہر ایک بات چیت دور و نزدیک کی سن سمجھ سکتا ہے اور چند روز میں بجلی کا اثر کان کے اندر جذب ہو کر قوت سماعت پوری پیدا ہو جاتی ہے پھر اسکے رکھنے کی بھی کچھ ضرورت نہیں ہوتی کان میں رکھتے ہوئے معلوم نہیں ہوتی اور نہ کچھ آلکس یا دقت معلوم ہوتی ہے (قیمت فی جوڑا پنجروپے ۵ عہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں میر قاسم علی پروپرائیٹر پبلشر کے لئے چھپ کر شایع ہوا)